قیمت پیشگی سالانہ ہے۔

قیمت پیشگی سالانہ ہے۔



نمبر ۷ و ۸ | قادیان دار الامان والامان مورخہ ۱۳ و ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

## ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً
ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا
میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے
یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں رجو
صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل
ہوں ہ) اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے مزمن
خطبے، اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات
یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت
اقدس سیدنا مرزا صاحب کی لطیف اور مختصر تقریریں
شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک
ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ
کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی
اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ
عہ ۵ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار
ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار
ڈھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے
لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ
وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم
ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت
اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے
اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔
بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر
حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل
ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری
سو درخواستیں جمع ہو جاتے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دینگے
مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

---

### روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ
۲۰×۲۶- تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ
خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور
ملکی معاملات سے مملو اُردو زبان کے مولد اور
ہندوستان کے قدیم دار السلطنت **شہر دھلی**
سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔
جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج
ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔
قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی
کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں
چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔
اسلئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب
ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں۔ } درخواست خریداری بنام
نمونہ کیلئے ایک آنہ } ...... مینجر روزانہ اخبار دہلی

---

## کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ۔ قیمت مع محصول ۲
محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱/

---

## کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

---

تھوڑے عرصہ میں ایک منظوم رسالہ موسوم بالانتباہ چھپکر
ہدیہ ناظرین ہوگا۔ جو جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے اس
قابل ہے کہ سیکڑوں جلدیں مفت تقسیم ہوں۔ درخواستیں مینجر الحکم کے نام ہوں۔

---

مینجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند پیچ بند۔ پراندے

# مہدی آخرالزّمان

اور

# ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

## قابل توجہ گورنمنٹ

## نمبر اوّل

اس مضمون کو ہم نے الحکم کے ابتدائی نمبروں میں شروع کیا تھا۔ لیکن بوجوہات چند در چند یہ مضمون ناتمام کا ناتمام رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ معلومات مسئلہ مہدی کے متعلق اور معلوم ہوئے۔ انہوں نے پھر آمادہ کیا۔ کہ اس ضروری مضمون کی تکمیل کی جاوے۔ چونکہ یہ سلسلہ چھ مہینے پیچھے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اوسکو قائم رکھنے کے لئے جس قدر نمبر اس مضمون کے شائع ہو چکے ہیں۔ اون کو بھی درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلسل ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مضمون بہت کچھ مفید اور دلچسپ ہو گا۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ۔**

ایڈیٹر

مندرجہ بالا نام اسلامی دُنیا میں ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کچھ عرصہ سے سوڈان وغیرہ بلاد میں مہدی آخرالزمان کا چرچا ہے۔ فی الحقیقت ایسے آثار اور سماوی نشانات بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو کچھ اوپر ہزار سال پیشتر مہدی کی پیشگوئیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو قریباً تین چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس قسم کی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچی تھیں۔ کہ حجاز اور بعض دیگر سیدھی سادھی اقوام نے مہدی آخرالزمان کے خروج کا زمانہ سمجھ کر اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئے تھے۔ قطع نظر ان باتوں کے کہ مہدی آخرالزمان کا نام پولیٹیکل دُنیا میں ایک مہیب اور خونخوار دکھائی دیتا ہے۔ گو در اصل ایسا نہیں ہے۔ اس لئے ہمنے مسئلہ مہدی پر مفصل مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہمارے ان مضامین میں مسئلہ مہدی کی خوب چھان بین کی جائے گی۔ اور مدلّل طور پر دکھایا جائے گا۔ کہ در اصل جس مہدی آخرالزمان کے آنے کی خبر ہے۔ وہ آچکا اور وُہ صلح اور سلامتی کو دُنیا میں پھیلانے کیلئے آیا ہے۔ نہ تلوار چلانے اور مُلک گیری کے خیال سے۔ ہم نہایت ہی معقول طور پر ثابت کر دکھلائیں گے۔ کہ ہمارے بعض مسلمان جو اپنی کوتاہ اندیشی اور کمی تدبر کی وجہ سے کسی ملک و حشم کے خواستگار مہدی کے منتظر ہیں سراسر غلطی پر ہیں۔ ہمارے اس مضمون کو شاید بعض کم فہم مسلمان اس بات پر محمول کریں۔ کہ گورنمنٹ کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی خاطر سے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا خیال کریں۔ تو اُن کی سراسر نادانی اور کمزوری ہے۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے ہماری **علت غائی** اور خاص مقصد یہ ہے۔ کہ اُن خیالات کو جو ایسے موقعہ پر عموماً پیدا ہو جاتے ہیں۔ دور کریں۔ اور **گورنمنٹ** پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ **مسلمان** ہرگز ہرگز ایسے **خونی** مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ اور نہ اسلام کی کتابوں میں اُس کا کہیں پتہ ہے۔ اور مسلمانوں سے **ہمیشہ** وفاداری اور فرمان پذیری کی امید کامل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہمارے یہ مضامین پڑھ کر بھی خونی مہدی کا منتظر رہیگا۔ تو **لاریب** ہم گورنمنٹ کو اس کے تدارک پر توجہ دلائیں گے۔ اور ہم اپنے پاک کانشنس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسے آدمیوں کا وجود بیشک خطرناک ہے۔ اور اُن میں سچی طاعت اور وفاداری کا جوش نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے مخالف مسلمانوں سے صرف تنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ جبتک وہ ہمارے کل مضامین کو جو اس سلسلہ میں شائع ہوں گے۔ **نہ پڑھ لیں**۔ کسی قسم کی **رائے زنی** نہ کریں۔

یہ امر کسی مزید تحقیقات یا دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ جب کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے اپنے مہدی آخرالزمان ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس بات کا ہمیشہ شبہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ کہ مبادا مسلمان لوگ اب فتنہ و فساد پر آمادہ ہوں اور دُنیا میں شورش برپا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے موقع پر ہمیشہ **عظیم الشان سلطنتیں** حتے المقدور بہت جلد ایسے خیالات کا قلع قمع کرنے کی میں رہی ہیں۔ اور مدعی مہدیوں کے نابود کرنے اور اُس برے اثر سے جہان کو محفوظ رکھنے میں ساعی رہی ہیں۔ جو جہلا اور **کوتہ اندیش** لوگوں میں متعدی امراض کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھ کر خروج مہدی کی چرچا پر مسلمانوں کی حالت کو خطرناک تصور نہ کیا جاوے۔ ہمنے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس مبارک اسلامی پیشین گوئی کی اصلیت کو پولیٹیکل لحاظ سے عوام کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔

مہدی کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے۔ اور اُس کی متعلق احادیث کا سلسلہ اس قدر طویل ہے۔ کہ ایک دو آرٹیکلوں میں اسکے ہر ایک حصہ پر بحث کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر تاہم ہم حتی الوسع اس مسئلہ کو پورے طور پر صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علماء اہل اسلام نے مہدی آخرالزمان کی بشارت کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض نے تو اس مسئلہ کے سخت لتّے لئے ہیں۔ اور سرے سے انکار ہی کیا ہے۔ کہ حضور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مہدی کی بشارت ہی نہیں دی۔ اور ان تمام احادیث کو جو مہدی کے بارہ میں ہیں۔ **حصول خلافت** کا بہانہ اور بالکل وضعی قرار دیا ہے۔ بعض نے گو بالکل انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مدار بالکل کمزور اور ضعیف روایتوں پر رکھا ہے اور بعض نے اس بشارت کو صحیح اور یقینی مانا ہے۔ اور وہ معترف ہیں کہ مہدی کے بارہ میں فتح تی پیشین گوئی ضرور ہوئی ہے۔

علماء کے یہ تین گروہ مہدی آخرالزمان کی بشارت کے متعلق ہیں۔ اس کو ہم یہیں چھوڑ کر ہر ایک پہلو پر ایک نظر کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ کہ تمام اہل اسلام بالاتفاق ایک آئندہ مہدی کا انتظار ضرور کر رہے ہیں۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی حصہ ملک میں رہتا ہو۔ اور خواہ کیسی ہی مختلف سوسائٹی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مرتبہ اُس کے کان میں یہ آواز ضرور پہنچ چکی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں ضرور پیدا ہوں گے۔ اور اُن سے پھر اسلام کا غلبہ ہو جائیگا۔ پس ہمکو یہ امر ماننا پڑے گا۔ کہ اہل اسلام ایسی معقول اور زندہ قوم میں اس قسم کا خیال عام ہونا کبھی بھی بلاوجہ اور فضول نہیں۔ ضرور ہے کہ اس کی تہ میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہو۔

جو لوگ بشارت مہدی کے سرے سے منکر ہیں اور انہوں نے مہدی والی حدیث پر ایک وسیع اور مبسوط بحث کی ہے۔ اور ہر ایک روایت کے مضمون اور اُسکے راوی کی کیفیت پر ایک روشنی ڈالی ہے۔ اور اس وقت تمام پولیٹیکل حالتوں کا خاکہ کھینچ کر ثابت کیا ہے کہ کس کس موقع پر اور ضرورت پر ایسی حادیث کی تراشس عمل میں آئی۔

مثلاً ایک حدیث ابوداؤد میں ام سلمہؓ کی روایت سے درج ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔
ایک شخص مدینہ سے مکہ کی طرف آئیگا۔ رکن اور مقام کے درمیان لوگ اُسکی بیعت کرینگے۔ پہلی دفعہ جو لشکر شام سے آئے گا۔ بغیر فتح کے واپس چلا جائے گا۔ یعنی **فیخسف بھم البیداء بین المکۃ والمدینۃ**۔ خسف سے مراد واپس چلا جانا۔
اس حدیث کے تمام واقعات ہیر پھیر کرکے عبداللہ بن زبیرؓ کے واقعہ سے ملتے جلتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر کا مدینہ سے مکہ کو جانا۔ اور رکن اور مقام میں عبداللہ بن زبیر سے لوگوں کا بیعت کرنا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو جگہ بیدا ہے۔ وہاں سے لشکر یزید کا جو شام سے آیا تھا واپس ہونا یہ سب واقعات اس بات کی کافی شہادت ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس حدیث میں کہیں بھی مہدی کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث اسی پولیٹکل شور و شر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔

اسوقت جو حالت اقوام کی تھی اور جس طرح پر اندنوں حصول خلافت کے لئے جائز و ناجائز مساعی کی جارہی تھیں۔ وہ تاریخ بتلاتی ہے۔ اور اُن پر نظر کرنے سے یہ شہادت اور بھی ترقی کر جاتی ہیں۔ مثلاً بنو عباس اور بنو فاطمہ ایک دوسرے کے بالمقابل حصول خلافت کی تدابیر میں مصروف تھے۔ بنو عباس نے جب خراسان میں قیام خلافت کا ارادہ کیا۔ تو بنو فاطمہ نے بھی خراسان میں اپنی خلافت قائم کرنے کا عزم کیا۔ قطع نظر اس کے بنوامیہ کا اس زمانہ میں سخت زور تھا۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف دار بنوامیہ کو ہٹا کر عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس پر اہل اسلام کے چار فرقے بن گئے تھے۔ اول وہ جو بنوامیہ کے طرف دار تھے۔ دوسرے عبداللہ بن زبیر کے۔ تیسرے بنو عباس کے۔ چوتھے بنو فاطمہ کے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

---

ایک ڈاکٹر صاحب نے ولایت سے ڈھاکہ میں ایک دوست کو لکھا ہے۔ کہ جب ولایت میں بیماری طاعون کی بڑے زور شور سے پھوٹی تھی۔ تو کوئی آدمی محلہ موچیاں میں بیمار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ موچی لوگ پرانا چمڑہ جلایا کرتے تھے۔ نیز یورانے چمڑہ جلے ہوئے کی راکھ بیمار کو کھلانے سے صحت ہوجاتی ہے۔ اور دھواں چمڑہ مذکور کا مکان کے اندر بیماری کو آنے سے روک دیتا ہے۔

---

# عہد میثاق اور علوم جدیدہ



حضرت آدم عؑ کی پشت سے بروز میثاق تمام ذریت کا نکلنا۔ اس پر مجرل خیالات اور اُن کا رد علوم جدیدہ سے
قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ خدا نے حضرت آدم کی مبارک پشت سے کل اولاد کو اونکی عالم ذریت میں نکالی۔ یعنے جس قدر بنی آدم قیامت تک ہوں گے۔ سب حضرت آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور انمیں حس و حرکت اور عقل دی گئی۔ اور خدا نے ان سب سے اپنی خدائی کے اقرار کا اور دیگر امور کا عہد لیا۔ چنانچہ ہمارے نبی کی نبوت وغیرہ جملہ عقائد کا لیے آیات اور احادیث کو منکر حضرات نیچری اور دہریہ قہقہہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کی واقفیت سے انکار کرکے چند شبہات وارد کرکے اس کو محال اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ شبہات مع اون کے رد کے ہم بیان کرتے ہیں۔

**پہلا شبہ** - یہ ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں اتنی گنجائش کہاں تھی۔ کہ بے شمار غیر متناہی ذریت اوس سے نکالی جاتی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حال کی تحقیق اور تجربات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک قطرہ پانی میں اس قدر کیڑے چھوٹے چھوٹے زندہ موجود ہیں جس قدر آدمی دنیا میں اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ اون سے زیادہ پر چونکہ مردم شماری سے معلوم ہوچکا ہے۔ کہ اتنے آدمی ہر وقت دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اب ایک قطرہ کی جسامت اور حضرت آدم کی پشت کی جسامت سے نسبت دینے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں کس قدر گنجائش تھی۔

اگرچہ ہمکو پوری مساحت پشت حضرت آدم کی تحقیقاً معلوم نہ ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اون کی جسامت کروڑ ہا قطرہ کے برابر ضرور تھی۔ اب یہ شبہ تو باطل ہوگیا۔ رہا یہ خیال کہ ذریت آدمؑ کی غیر متناہی ہے۔ اس کو یوں باطل سمجھو۔ کہ اون کی ذریت کے پیدا ہونے کی ابتدا اور فنا ہونے کی انتہا دونوں طرف زمانہ محدود ہیں جب زمانہ متناہی ہیں غیر متناہی ذریت کیونکر ہو سکتی ہے۔

**ایضاً** ہم کو نقشہ ولادت اور وفات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ روزانہ بلکہ فی منٹ[1] اس قدر آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس قدر مرتے ہیں۔ اور علوم متعارفہ (۲ و ۳) اقلیدس میں ثابت ہے۔ کہ اگر مقدار متناہی پر مقدار متناہی بہ شمار متناہی بڑھائی جائے۔ تو مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔ یا مقدار متناہی سے مقدار متناہی بدفعات متناہی کم کیجائے تو باقی بھی متناہی رہے گا۔

لہذا ابتدائے ولادت سے بنی آدم کے تا روز قیامت جس قدر آدمی پیدا ہوں گے۔ اور جس قدر مریں گے۔ سب کا مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔

بلکہ اگر سچ پوچھئے۔ تو یہی خبر دہی ہمارے قرآن کی ہمارے سچے نبی کی زبانی ہمکو تعیین روز قیامت کی بھی خبر دیتی ہے۔

اگر ہم کو پوری جسامت حضرت آدمؑ کی پشت کی معلوم ہوجائے۔ اور ایک قطرہ پانی سے اوس کی نسبت۔ تو قاعدہ اربعہ متناسبہ کو لحاظ کرکے قطرہ کے کیڑوں کو ذریت آدم سے حساب کرکے زمانہ ابتدا و انتہا ولادت بنی آدم معلوم کرلیں۔ مگر چونکہ پوری جسامت پشت حضرت آدم کی آج معلوم نہ رہی۔ لہذا مجبوری ہے۔

**دوسرا شبہ** - اتنی ذریت کے نکلنے کی راہ حضرت آدم کی پشت میں کہاں تھی۔ اس کا جواب بھی تحقیقات جدیدہ سے آسان ہوگیا۔ جبکہ جسم انسانی کی ایک بالشت مربع میں چار لاکھ مسام ہیں۔ تو حضرت آدمؑ کی پشت کی مساحت کو خیال کرو۔ کتنے بالشت مربع تھی۔ اور فی بالشت مربع سے چار لاکھ کے حساب سے کس قدر ذریت نکل سکتی تھی۔

**تیسرا شبہ** - یہ چھوٹے چھوٹے ذرہ خواہ کیسے ہی ذریت آدم زندہ کیوں کر ہوئی۔ اور ان میں عقل اور گویائی کیونکر آئی۔ اس کا جواب بھی جدید تحقیقات سے آسان ہوگیا۔ اس لئے کہ علم حیوان کے علماء نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو پانی کے قطرہ میں ہیں سب ہر یک ... (باقی آئندہ)

---

[1] یہ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں موتیں ہر منٹ میں ۶۷ - ہر روز میں ۹۶۴۸۰ اور ہر سال میں ۳۵۶۳۹۸۲۵ ہوتی ہیں اور پیدائش کا حساب ہر منٹ میں ۷۵ ہر روز میں ۱۰۸۰۰۰ اور ہر سال میں ۳۹۴۲۰۰۰۰ ہے۔ (ایڈیٹر)

# ولائتی چٹھی ۔ ۱

اس عنوان کے تحت میں ناظرین نے عموماً اخبار عام اور کبھی کبھی پیسہ اخبار لاہور میں ولائتی نامہ نگار کے مضمون پڑھے ہونگے۔ ہم بھی اس عنوان کے نیچے اپنے ایک عزیز بھائی کے مضامین درج کیا کرینگے۔ جو ہندوستان سے باہر ہے۔ ناظرین کو ان مضامین کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ روح پرور آستانے سے بچھڑ کر کیوں لوگ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی باتیں کس قسم کی ہوتی ہیں۔ یہ نامہ نگار ہمارے ایک نوجوان بھائی بابو محمد افضل صاحب ہیں۔ جو مشرقی افریقہ میں ملازم ہیں۔ پچھلے دنوں وہ رخصت پر اپنے وطن میں تھے دارالامان سے چلتے وقت ہمنے انسے وعدہ لیا تھا چنانچہ امروز سے انہوں نے اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کیا۔ جو درج ذیل ہے ہمکو امید ہے کہ اس قسم کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے ایڈیٹر۔

مورخہ ۲۔ فروری ۱۸۹۸ء۔ رات کو ۱۲ بجے چونکہ قادیان سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ۲ فروری کی آخری شام تھی جو ہمنے امام الزمان میرزا غلام احمد صاحب کی مجلس خداشناس میں گذارنی تھی۔ اور اپنے آئندہ سفر کی درازی اور جہاز کی سواری اور حضرت اقدس کا وہ کشف جس میں آپ کو دکھلایا گیا تھا۔ کہ اس جلسہ میں جو لوگ شریک ہیں۔ آئندہ جلسہ تک ان میں سے بعض اس دنیا ناپائیدار سے دارالبقا کی طرف سدھار جانے والے ہیں۔ یہ تمام ایسے اسباب قدرت نے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ اس دن کی شام کو اگر ہم اپنی حقیقی اور پاک زندگی حاصل کرنیکی آخری شام کہہ دیں۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ یا یوں کہو۔ کہ جس آفتاب صداقت کو خداوند تعالے نے اہل دنیا کی حقیقی اور پاک نشوونما اور بالیدگی کیلئے چڑھایا تھا۔ اسکی راست بازی اور صدق کی بھری ہوئی کرنوں کے سایہ کے لئے آنے کا ہمارا آخری وقت تھا۔ اور جس چشمہ آب حیات سے ہم اپنے پژمردہ دل کو تازگی دلانے گئے تھے۔ اسکی نالیوں کو وہ آب حیات جذب کرنے کے لئے آخری گھڑی تھی۔ اس لئے بندہ نے مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ جس مقام سے میں صدہا قسم کے شکوک و شبہات اور نفسانی ظلمتوں کا ایک امنڈا ہوا دریا ہمراہ لایا تھا۔ اب چونکہ پھر مجھے وہیں روانہ ہونا ہے۔ اس لئے میرے لئے دعا کی جاوے کہ اللہ تعالے اس قسم کے فاسد خیالات و جذبات کا عنصر کم کرے۔ اور حقیقی اور پاک نور سے دل کو روشنی بخشے۔ اس عرض کے جواب اور علاج میں حضرت اقدس نے چار امر فرمائے۔ کہ جن کو ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی اطلاع اور تبلیغ کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا۔ (۲) موت کو یاد رکھنا۔ (۳) سفر کے حالات قلم بند کرتے رہنا۔ (۴) اگر ممکن ہو۔ تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

اس کے بعد عشاء کی نماز باجماعت گذار کر ہر ایک بھائی سے ہم نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اس وقت کا نظارہ بھی بے شک ایک قابل ذکر نظارہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں اپنے عزیز و اقارب اور یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق آج کل کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سفر کی آسانی کے سامان اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے بنی نوع انسان کیلئے مہیا کر دیئے ہیں پڑتا رہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اللہ تعالے کا خاص فضل و کرم ہمارا دستگیر ہو کر اس پاک سلسلہ اور پاک جماعت میں لایا۔ کئی بار ہمیں بھی اپنے عزیز و اقارب و یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق پڑا تھا۔ لیکن اوس الوداع اور اس الوداع میں ایک ایسی امتیازی حالت تھی۔ جو ہمارے دل کو اس امر پر اطمینان دلانے کے لئے کافی ثبوت ہو سکتی ہے۔ کہ جس شخص سے ہمارا تعلق بیعت ہے۔ اور اس کے با اخلاص مریدوں کو اللہ تعالی کے ساتھ محکم تعلقات ہو جانے کا کس قدر شوق اور امنگ دل میں بھری ہے۔ اور ہم نے اپنی جان اور مال کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت نہیں کیا۔ جس نے اس مردار دنیا کے لئے کوئی مکر و فریب بنایا ہو۔ بلکہ جس طرح ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک ہادی کامل کی شناخت اوس کے مریدوں کی تڑپ اور لگن خدا کے ساتھ دیکھنے سے ہو سکتی ہے

اس الوداعی نظارہ میں ہم نے دیکھا۔ کہ ہر ایک ہمارا روحانی بھائی بڑے تپاک سے معانقہ اور مصافحہ کرتا۔ اور زاد سفر کے لئے ایک خاص امانت کے ذریعہ سے ہماری اعانت کرتا تھا۔ اور وہ امانت یہ تھی کہ ہر ایک نے اس نیت سے کہ مسافر کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اپنے اپنے لئے دعا کا [illegible] ہم سے لیا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے نماز میں خشوع کی دعا کرنا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے استقامت کی دعا کرنا۔ اور کسی نے خاص امور دینیہ کے اپنے حق میں دعا کیلئے کہا۔ اور بعض احباب نے یہاں تک بھی فرمایا۔ کہ ٹھیک جس وقت جہاز چلتا ہو۔ تو اوس موقعہ پر ہمارے لئے دعا کرنا۔

بھائیوں سے ملتے ملاتے اور اپنا سامان سفر درست کرتے کراتے رات کے ۲ بجے کے قریب قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ۲ بجے لاہور پہنچے۔

بوجہ بیماری طاعون کے چونکہ بمبئی کے راستہ جانے سے ۱۰ دن کی کوارن ٹاین ہر ایک مسافر کو تھی اس لئے براہ کراچی جو جہاز مورخہ ۸ فروری کو روانہ ہوتا تھا۔ میرا ارادہ اوسی جہاز میں سواری کا تھا۔ مگر چونکہ خداوند کریم نے ابھی اوس سرزمین کا آب و دانہ اور چند دن کھلانا تھا۔ جس میں اوس نے بڑے پیار و محبت سے اپنے مخلوق کی بھلائی کے لئے ایک نور نازل کیا۔ اور اوس کا مظہر اوس عبد خاص کو بنایا۔ جو قادیان کا رئیس ہے۔ اس لئے مورخہ ۵ فروری کو ہمارے محسن بابو حسین بخش صاحب نے اس عاجز کو اطلاع دی۔ کہ جہاز بجائے ۸ تاریخ کے ۱۵ تاریخ کو روانہ ہوگا۔ اور اس طرح سے مجھے ایک ہفتہ اور لاہور میں ٹھہر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ وقفہ قادیان میں ایک بار پھر ہو آنے اور اون نورانی شکلوں کی ایک بار پھر زیارت کر لینے کے لئے عمدہ موقعہ تھا۔ کہ جن کو اللہ تعالے اس وقت کل عالم میں سے برگزیدہ کرکے اپنی خاص خدمات کے لئے طیار کر رہا ہے۔ تاکہ دنیا میں صلح اور امن کی زندگی پھیلے اور ہر ایک قسم کے شر اور فساد کی جڑ دور ہو جاوے۔ مگر افسوس کہ

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

چند ناگزیر عوائق خانہ داری نے مطلق روانگی کی اجازت نہ دی۔

مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۸ء کو جب کہ بندہ دہلی دروازہ لاہور سے گذر رہا تھا۔ کہ دیوار پر ایک اشتہار چسپاں دیکھا۔ جو جعفری پریس لاہور کا مطبوعہ تھا۔ اسکے سر پر لفظ معجزہ بہت موٹے خط میں چونکہ لکھا تھا۔ اس لئے ہر ایک رہ گذر کی نظر اس کی طرف کھنچ جاتی تھی چنانچہ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ایک لڑکی جو کہ پیدا ہوئی

مرض فالج میں جو حسبہ ہم اسہال سے مبتلا تھی۔ سامرہ مقام میں جناب امام حضرت محمد ی مہدی کے توسل سے فوراً چشم زدن میں شفایاب ہو گئی!! اس ریجانہ کو صاحب مشتہر نے اس زمانہ میں معجزہ قرار دیا ہے۔ ہمیں اس سے تو غرض نہیں۔ کہ کسی کا دل دکھاویں۔ اور ناحق دور بیٹھے کسی کی بدظنیوں کا نشانہ بنتے رہیں۔ مگر چونکہ صاحب مشتہر سے ہمارا بھی کچھہ مذہبی تعلق ہے۔ اس لئے ہمدردی کے خیال سے اتنا ضرور کہہ دینگے۔ کہ اس زمانہ کی روشنی میں جب کہ ہر طرف عمل مسمریزم کا چرچا ہے۔ اور ایسے معجزات کی حقیقت کو اس عمل نے خاص کر کے بہت ہی کچھہ کھول دیا ہے۔ تو پھر ایسے علاج کیا کسی خاص فرقہ مذہب کی صداقت کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ ہندو اور عیسائیوں نے مشق کر کے بیماریوں کا علاج اس عمل کے ذریعے کیا ہے۔ تو کیا اب اون کے اس فعل کو معجزہ قرار دے کر اون کے مذہب کی تصدیق کی جاوے۔ اور ایسے ہی بے بنیاد اور بے سر و پا معجزوں کی ایک لمبی فہرست صاحبان متی وغیرہ نے انجیلوں میں درج کر کے حضرت یسوع کی خدائی ثابت کی ہے۔ تو کیا اون کو فی الواقع خدا ہی جان لیا جاوے۔ افسوس ہے کہ جن شخصوں کے ہاتھ میں قرآن جیسی کتاب اونکی امام موجود ہے۔ تو وہ ایسے ایسے لچر حیلوں کو کیوں پیش کر کے ایک موٹی سی عقل کے انسان کے بھی محل اعتراض بنتے ہیں۔ اور اون کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ کسی مذہب کی خوبی کن باتوں پر مبنی ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۱ فروری سنہ۱۸۹۹ء

آج کا دن بھی ایک مبارک دن تھا۔ کہ جو ہمیں مشکل سے بھولے گا۔ اس دن کی شام خصوصیت کے ساتھ بہت سی برکتوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ جس نے ہمارے مکان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالے کی محبت اور نور سے بھرے ہوئے دو چہروں سے روشن اور منور کر دیا تھا۔ جو شخص اس حال کو ایک ذرا سی عمیق نظر سے بھی غور کرے گا۔ تو امید ہے۔ کہ اوس پر صادقوں کا صدق ضرور کھل جاوے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ آج لاہور میں دن بھر بوندیں پڑتی رہیں کہ جس کی وجہ سے ہر ایک گلی کوچہ اور سڑک ایک دلدل بنا ہوا تھا۔ اور عین مغرب کی نماز کے وقت جب کہ بندہ شہر سے اپنے سفر کے لئے چند ایک اشیاء ضروریات خرید کر کے لا رہا تھا۔ مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ہمارے روحانی بھائی مفتی محمد صادق صاحب۔ اور مولوی فضل الٰہی صاحب قصبہ فرنگ سے واپس آتے ہوئے ملے۔ ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ بندہ کی تاریخ روانگی ۱۲ فروری مشہور ہو چکی تھی۔ اس لئے الوداعی ملاقات کے لئے یہ دونوں اصحاب عاجز کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ اور بہت سے انتظار کے بعد آخر مایوس ہو کر اب پھر واپس چلے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالے کو اپنے سچے مومنوں بلعدر راستی کے قبول کرنے والوں اور مصداق مثل پروانہ بر شمع کے گر کر جل مرنے والوں کی خاطر منظور ہوتی ہے۔ اور اونکے ادنے سے ادنے تکلیف بھی وہ اپنے مخلص بندوں کی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ عاجز کہ جس کی ملاقات ان دو صاحبوں کی مطلوب چیز تھی ان کی ٹمٹماتی ہوئی امیدوں کے وقت آ حاضر ہوا۔ اور پھر ہم ہر سہ اشخاص مل کر مکان پر آئے۔ چونکہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور یوم المطر بھی تھا۔ اس لئے سب سے اول وضو وغیرہ کر کے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں سب نے مل کر ماحضر تناول کیا۔ اور باوجودیکہ سخت اندھیری رات تھی۔ اور پانی کی بوندیں گرتی بھی ابھی پورے طور سے بند نہ ہوئیں تھیں۔ کہ ان ہر دو بزرگوں نے رخصت طلب کی۔ اگرچہ میں نے اس اندھیری رات اور دلدل بھرے راستہ میں ان کا جانا گوارا نہ کیا۔ مگر تاہم بنی نوع انسان کی سچی خدمت گذاری اور ہمدردی اور محل شناسی اور موقع بینی کی جو روح ان کے دلوں میں پھونکی گئی تھی۔ اوس نے ان کو رات کو عاجز کے مکان پر قیام نہ کرنے دیا۔ اور آخر یہ کہہ کر کہ چونکہ آپ کی آخری رات اپنے اہل و عیال میں ہے۔ ہم اہالیان خانہ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے۔ وہ دونو صاحب قریباً ۹ بجے رات کے شہر لاہور کو روانہ ہو گئے۔ یعنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی نظیر ان ہمارے دو دوستوں نے دکھائی۔ جس کی اس زمانہ کو بہت ضرورت ہے۔ اور خصوصاً اہل اسلام کو۔ کیونکہ اس سخت اندھیری رات اور بارش برستے اور تمام ہموار زمین پر دلدل کی کثرت ان تمام تکلیفوں کو ہمارے دو دوستوں نے برداشت کیا۔ مگر اون کے وہاں قیام کرنے سے جو تکلیف تھوڑی یا بہت کہ در اصل جس کی مقدار ان کی تکالیف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھی۔ اہالیان خانہ عالم مستورات کو پہونچ سکتی تھی۔ اوس کو ان کے رحم سے بھرے ہوئے اور دوسرے کو آرام دینے والے دل نے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالے اون کو اس ایثار کی جزائے خیر دے۔

آج مغرب اور عشا کی نماز ہمارے بھائی محمد صادق صاحب نے پڑھائی۔ اور جو دعائیں اون میں آخری رکوع کے بعد اونہوں نے اپنے معطی کریم سے طلب کیں۔ وہ مجھے بہت ہی پیاری لگیں۔ اور اون کی اس اخلاص بھری نماز نے عاجز کے دل کی بہت سی آلودگیوں کو دھو دیا۔ اور جس ادب اور تضرع کی آواز سے اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں التجا کرتی چلے۔ وہ دعا بھی مجھے ان کی نماز سے زیادہ تر توضیح کے ساتھ معلوم ہوئے۔ در اصل یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں چھوڑتے۔ جس میں دو تین دفعہ اس نور کے چشمہ سے پانی نہ پی آویں۔ جسے فارسی نسل کا ایک شخص آسمان سے زمین پر لایا (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ہم وہ ہیں کہ اس چشمہ فیض سے ہزاروں کوس دور پڑے ہیں۔ اور صرف اپنے ہادی اور دینی بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

مورخہ ۱۲ فروری سنہ۱۸۹۹ء

آج شام کو بندہ کی روانگی لاہور سے تھی۔

مکان سے رخصت ہوتے وقت کل اہالیان خانہ کے ساتھ مل کر اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں سفر کے لئے دعا کی گئی۔ ۵ بجے کے قریب جب بندہ مکان کے دروازہ باہر نکلا۔ تو مستورات میں ایک کہرام کا عالم تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی۔ جس سے آنسو نہ نکلتا ہو۔ اور کوئی چہرہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر حسرت اور مایوسی کے آثار نہ ہوں۔ ان لوگوں کی [illegible] کی حالت نے آخر میرے دل پر بھی اپنی تاثیر کی۔ اور ایک دور دراز سفر اور جدائی کی یاد نے آخر آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔

اوس وقت جب کہ عزیزوں و اقارب جن کی محبت اور [illegible] جدائی قلب کو [illegible] تھی کہ فوراً تاکید [illegible] سے مجھے [illegible] کا

خیال آیا اور یہہ آیت ہر وقت دل میں گونج رہی ۔ **والذین آمنوا اشد حبا للہ** ۔ س ۲ ر ۴ پ

اس کے گذرنے ہی ساتھ ہی اوس وقت سفر آخرت کا خیال بھی گذرا ۔ کہ جس نے پہلے صدمات کی کچھ تلافی کی ۔ اور اوسی حال میں موت کے وقت امراض کا انسان کو لاحق ہو جانا ۔ اللہ تعالے کی ایک بڑی مہربانی انسان کے حال پر معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ یہہ جدائیاں جو انسان وقتاً فوقتاً اپنے عزیز و اقارب سے پیش آتی رہتی ہیں ۔ چونکہ وہ یقینی ہوتی ہیں ۔ اسی وجہ اونکا صدمہ دل پر محسوس ہوتا ہے ۔ اور ان جدائیوں میں کوئی شرط ایسی ساتھ نہیں ہوتی ۔ کہ جس کی وجہ سے دل تسلی پا سکے ۔ اور شائد کا لفظ استعمال کر کے وہ اپنے غم و ہم سے کچھ عرصہ کے لئے نجات پا سکے ۔ برخلاف اس کے دیکھا جاتا ہے ۔ کہ اگرچہ موت بھی ایک یقینی جدائی ہے ۔ مگر لرزنے والے کو ایک تو یہ خبر نہیں ہوتی کہ میں ضرور اسی مرض سے مر جاؤنگا ۔ دوسرے چونکہ وہ اپنی عمر میں پہلے بھی کئی بار بیمار ہو ہو کر شفایاب ہو چکا ہوتا ہے ۔ جیسے کہ عام قانون قدرت یہی نظر آتا ہے ۔ اور یہہ امید لگی ہوئی ہوتی ہے ۔ کہ شائد میں اب بھی تندرست ہو جاؤں ۔ اس لئے اپنے عزیزوں کی جدائی کا صدمہ جو کہ دل کو بہت ہی مضمحل کرنے والا اور حسرت اور افسوس کی سرد آہیں نکلوانے والا ۔ اور خون کو پانی بنا کر آنکھوں سے بہانے والا ہوتا ہے ۔

اوس ابدی مہاجر کو ہرگز نہیں ہوتا ۔

تیسری ۔ چونکہ موت کے وقت انسان کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے ۔ اور ہر ایک قسم کے خیالات دُنیاوی سے بیماریوں نے چھٹکارا کر کے اوسے کسی اور ہی اودھیڑبن میں لگایا ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے بھی وہ ایسی جدائیوں کے صدمہ کو عام طور پر محسوس نہیں کرتا ۔ غرضیکہ موت کے وقت مختلف عوارضات کا انسان کو لاحق ہونا بھی اللہ تعالے کی بنی آدم پر ایک رحمت ہونے کا خیال اپنے دماغ میں لئے ہوئے بندہ مکان سے رخصت ہوا ۔ اور لاہور ریلوے سٹیشن پر نماز مغرب سے کچھ عرصہ پیشتر جا پہونچا ۔ جہاں پر للہی محبان مفتی محمد صادق صاحب نور مولوی فضل الٰہی صاحب اور ایک اور بھیروی صاحب موجود تھے ۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مرزا ایوب بیگ و مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آن پہونچے ۔ اس وقت مینے ان صاحبوں کے آگے اپنا وعدہ سفر کے حالات نویسی کا برادرم یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ساتھ جو تھا ۔ اوس کا ذکر کیا جس کو سنکر مفتی محمد صادق صاحب نے جہاں بہت خوشی کا اظہار کیا ۔ وہاں آپ نے ذرے لکھنے کے قابل ایک امر معروف بھی بندہ کو کیا ۔ کہ جو ان حالات نویسی کی روح تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ ان تمام تحریروں میں اخلاص کا خیال ضروری ہے ۔ کیونکہ انسان بہت سی تقریریں کر سکتا ہے ۔ اور لکھ سکتا ہے ۔ مگر اس امر کی دعا ضرور چاہئے ۔ کہ اللہ تعالے ہمارے قول و فعل کو ایک جیسا کر دے ۔ اللہ تعالے ہمارے محسن مفتی صاحب کو جزائے خیر دے ۔ اور اون کے ارادوں میں کامیاب کرے ۔ گاڑی کے چلنے میں شائد ایک دو منٹ رہے ہوں گے ۔ کہ دوڑتے دوڑتے بھائی شیخ عبد اللہ اور حکیم فضل الٰہی صاحب بھائی معراج الدین صاحب اور شائد اور بھی کوئی صاحب ان کے ہمراہ ہوں گے ۔ مگر بندہ کو یاد نہیں ۔ آپہونچے ۔ اور مصافحہ کرتے رہتے تھے ۔ کہ گاڑی روانہ ہوئی ۔

اسی سٹیشن کی ملاقات پر ہمارے محسن بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے ایک اور بھی ایسا کام کیا ۔ جو کہ دراصل قابل تقلید ہے ۔ آپنے اس حدیث کے موافق کہ مسافر کی دعا مقبول بارگاہ عالی ہوتی ہے ۔ میری نوٹ بک پر اپنی لاہور کی جماعت کے ممبروں کے نام جس قدر اون کو اوس وقت یاد آسکے ۔ اس غرض سے نوٹ کر دیئے ۔ کہ میں ان تمام اصحاب کے لئے سفر میں دعا کرتا جاؤں ۔ اور اس طرح سے ایک غائبانہ مدد اون تمام اشخاص کی مفتی صاحب نے فرمائی ۔ کہ جن کے نام اونہوں نے تحریر کر دیئے ۔ اور وہ نام یہہ ہیں ۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب ۔ جماعت لاہور ۔ خلیفہ صاحب ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ قاضی غلام حسین صاحب ۔ منشی ظفر احمد صاحب ۔ فی الواقع جس قدر حسنات کے بٹورنے میں ہمارے یہ بھائی مفتی محمد صادق صاحب بڑھے ہوئے ہیں ۔ اس پر ہمیں بھی رشک آتا ہے ۔ اور ہم اونہی سے التجا کرتے ہیں ۔ کہ وہ ہمارے لئے بھی دعا فرماویں ۔ کہ جیسی قدر سوز و گداز اور بنی نوع اور خصوصاً اپنی جماعت کی سچی ہمدردی اون کے قلب میں بھری گئی ہے ۔ اللہ تعالے ہم کو بھی عنائت کرے ۔

جس وقت بندہ ریل پر سوار ہوا ۔ اوس وقت بخار ہوا ہوا تھا ۔ اور چونکہ ہر سٹیشن پر طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے خطرہ تھا ۔ اس لئے لاہور سے روانہ ہوتے ہی یہہ فکر دامن گیر ہوئی ۔ کہ خدانخواستہ اگر کسی سٹیشن پر اتار رہے گئے ۔ تو جہاز نہ مل سکے گا ۔ اور اس طرح پھر ہفتہ دو ہفتہ کی دیر ہو جاوے گی ۔ (باقی آئندہ)

محمد افضل
۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء

---

# جلسۂ طاعون

چونکہ یہہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کی بابت اب تک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی فوائد کے جو ان ہدایتوں کی موید ہیں اپنی جماعت کو سمجھائے جائیں اس لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کر کے اس جلسہ میں عید الضحیٰ کو شامل ہوں کیونکہ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اسباب پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے لہٰذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور اعلیٰ اخلاق اور خیراندیشی کا نمونہ دکھلاوے اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کی پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں اور بدبخت احمقوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ ہدایتیں شائع ہوئی ہیں کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے [illegible] ظاہر کی ہیں [illegible] اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہو کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو [illegible] اس گھر کو خالی کر دو تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور تین وارداتوں کے بعد گھر سے نکلنا شروع کرتے سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا ۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ نادانوں کی [illegible] کو ہرگز نہ [illegible] [illegible] اور ایسی حکمت عملی ہو [illegible] غائت درجہ کی عنایت چاہئے اور مصیبت میں [illegible] مشکلات [illegible] شفقت پدری کی طرح [illegible] ان مشکلات کو آسان ٭

---

٭ کر [illegible] الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۔ ۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء

نوٹ ۔ یاد رہے کہ اگرچہ [illegible]

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر

اغنی ہے حق میں ہر بشر کے لیے — لعل و دُرِ یتیم سے بڑھکر

[illegible]

## شفاخانہ یونانی
## شیخ نظام الدین حکیم
### امرت سر پنجاب

### اظہار بشارت

ناظرین فی الحال طرز اشتہار و استاد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں

### معاہدہ صداقت
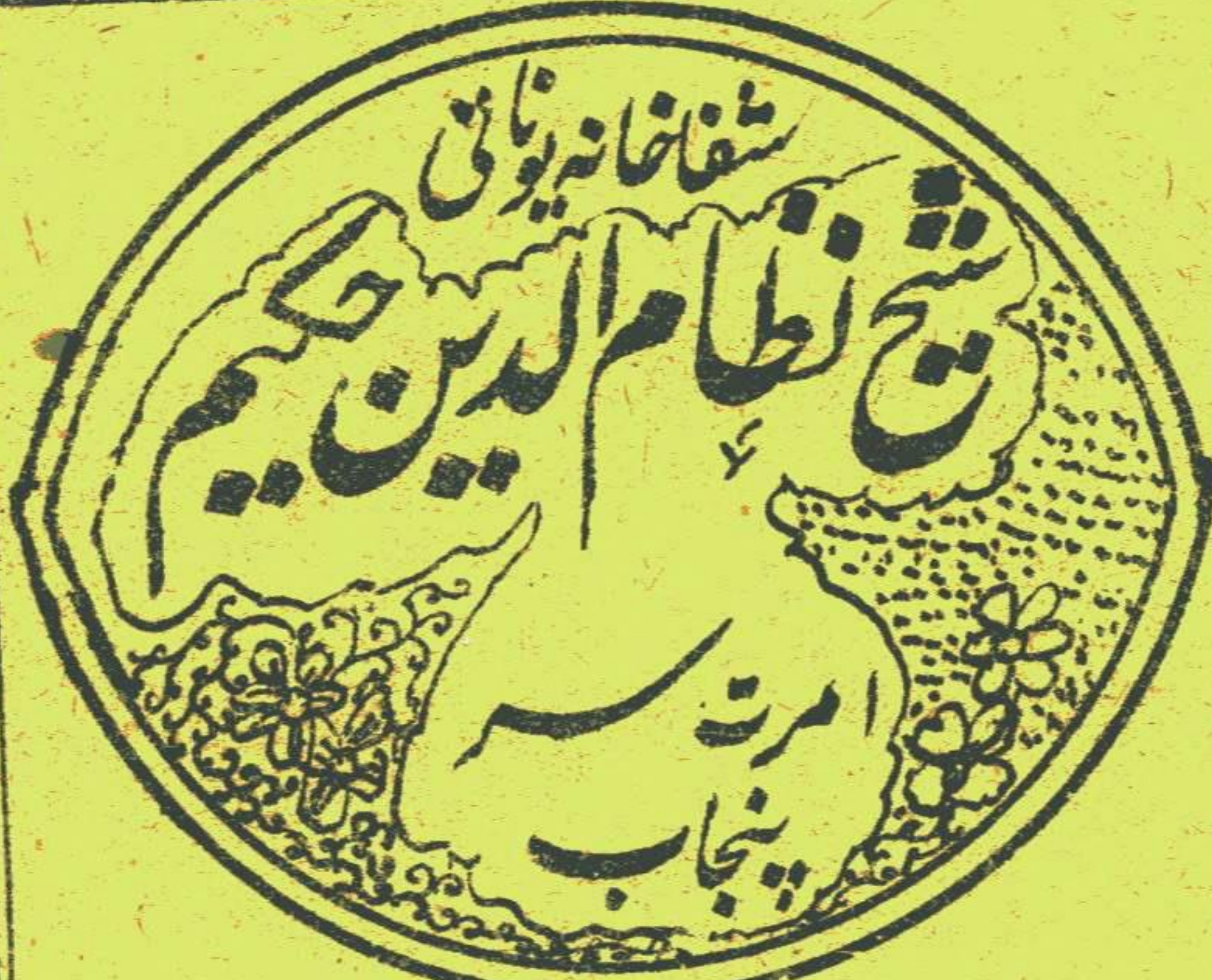
پہلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آئے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو تو مع اخرجات واپس بلکہ ہرجانہ درجہ بدرجہ لوصحت کی طالب اولاد کی آرزومند دیتے ولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے عام مبارکبادی ہے

[illegible]



اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین وسیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ وحیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے۔ مگر پانچ انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دہی ہوں گی۔ مگر (۱) کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس چلے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھدے بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ نیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ چہار ماہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ قرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ جن بانجھوں نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں۔

| نمبر | نام مرض | رقم پیشگی | نمبر | نام مرض | رقم پیشگی | نمبر | نام مرض | رقم پیشگی | نمبر | نام مرض | رقم پیشگی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | جسکے اولاد نہ ہو | ٥ع | ۱۰ | قولنج دوری | صہ | ۱۹ | لقوہ | عہ | ۲۸ | نل اترنا | صہ |
| ۲ | جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے | صہ | ۱۱ | سوزاک | صہ | ۲۰ | بھگندر | عہ | ۲۹ | طول و عرض و عمق کو زائد | صہ |
| ۳ | جسکا حمل ۲-۳-۴ ماہ گرجاوے | صہ | ۱۲ | سرعت | عہ | ۲۱ | ناسور آنکھ | عہ | ۳۰ | خضاب سالانہ | عہ |
| ۴ | جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو | صہ | ۱۳ | جریان | عہ | ۲۲ | بواسیر خونی و بادی | صہ | ۳۱ | نزلہ و زکام | عہ |
| ۵ | کمزوری | ٥ع | ۱۴ | غلط کاری | صہ | ۲۳ | ادھرنگ | ٥ع | ۳۲ | تسہیل ولادت | [illegible] |
| ۶ | مرگی | صہ | ۱۵ | گنٹھیا | عہ | ۲۴ | ضیق النفس | ٥ع | ۳۳ | ہیضہ مجرب المجرب | عہ |
| ۷ | تپ دق | ٥ع | ۱۶ | سفیدی آنکھ | صہ | ۲۵ | لیھ | صہ | ۳۴ | تیجارہ چوتھیا روزانہ | عہ |
| ۸ | ضعف باہ | صہ | ۱۷ | ضعف بصر | عہ | ۲۶ | آتشک | صہ | ۳۵ | ضعف ہضم | [illegible] |
| ۹ | ضعف جگر | [illegible] | ۱۸ | سبل | عہ | ۲۷ | آتشک گل بدن | ٥ع | ۳۶ | سرسام | عہ |

## المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر پنجاب چوک پوڑ ھی کمبوں

# ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی بہنا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ ۲ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیری فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

## ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں، کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں - پیڑ جلن - کمزوری نظر - ناخونہ - باہر و اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - ہر ملا ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں - کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر -

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسمات ام دیوی بعمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں ٹرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں - صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب بتسلیم بصد تعظیم - شاید آں جناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسمی نولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری عرض طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں -
راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کسیپ وغیرہ نے کیا - کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ مفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء

## پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے الائنس بینک میں مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا -

# کمیونی کیٹڈ

## عبد مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طالب رضاء مولیٰ حق کو حق سے پانے اور راستی کو راستی سے شناخت کرنے کی اگر تجھے خواہش ہے۔ اور تو چاہتا ہے۔ کہ نادانی اور جہالت کی ظلمت کدہ سے نکل کر صداقت کی نورانی محلوں میں داخل ہو جائے۔ تو تو جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام معجز نظام کو سرسری اور بیرونی نظر سے مت دیکھ۔ اُن حکمتوں کو جو بطن کلام میں امانت رکھی گئی ہیں اپنی جہالت اور نادانی کے حوالہ نہ کر۔ کسی خبر صداقت اثر کے الفاظ کو صرف رسماً یا عادتاً زبان سے تکرار کرنا چھوڑ کر مطالب کلام کی طرف رغبت کر۔ اور دیکھ کہ کن پہلوؤں پر اُس کی بنا ہے۔ اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا منشا ہے۔ اگر اپنی نظر فہم معانی سے کوتاہ ہے۔ تو کیا کسی کریم النفس صاحب حال مبارک فال سے بھی معانی کا سمجھنا گناہ ہے۔ تو اپنی اس محتاجی کو جو تجھ پر موجود ہے اقرار کر۔ اور کسی سلیم الفطرت صاحب دل کے آگے اس کا اظہار کر پاک انسان سے مدد لینے میں عار نہ کر۔ بغض و عناد کی ظلمت سے باہر آ جا۔ ضد و عداوت کی تاریکی کو ترک کر۔ کبر و نخوت کی قبا کو اتار ڈال۔ اپنے زمانہ کو جس میں تو ہے۔ نظر حقارت سے مت دیکھ۔ فضل و فیض الٰہی کی بے انتہا رحمتوں کے دروازے بند مت سمجھ۔ اور صرف سابقین اولین پر ہی انعامات کا ختم ہو جانا خیال کر کے موجودہ الٰہی رحمتوں کے نیچے آ گئے ہوئے مبارک وجود سے مونہہ نہ پھیر۔ دیکھ صفات الٰہیہ کے دائرہ کو تنگ سمجھ کر کسی انسان پر بھی اُن کے وارد ہونے کو محال سمجھنا سخت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ اگر تیرا دائرہ کرم تنگ ہے۔ تو ہو۔ مگر کیا اُس ہمیشہ کریم الصفات ذات کو بھی تو اپنے ہی خیال کے کوتاہ اور ناقص پیمانے سے ماپنے لگا ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ اور سچ کہتا ہوں کہ ایسی ٹھیکہ داری میں خسران مبین کا اندیشہ ہے۔ اپنے خیالات کو صاف کر۔ اور ٹھنڈے دل سے ادراک معانی پر قادر ہونے کی کوشش کر۔ ہاں تو اسرار کی تلاش کر۔ جو اللہ تعالےٰ کے بے انتہا علوم اور کبھی نہ کم ہونے والے خزانوں سے عطا ہوتے ہیں۔ بہت سے راز اور حکمتیں رب السمٰوٰت والارض کے خزانوں میں مخفی ہیں۔ جن کا نزول آسمان دنیا پر ہوا۔ اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ لا انتہا معارف حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر حکمت لبوں سے نکلے ہیں۔ جن سے اس جناب پاک کے کلام معجز نظام کے جوامع الکلم ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ بہت سے کلام کرنے والے کسی خبر صداقت اثر کے مطالب پر زبان کھولتے ہیں۔ اور کسی اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے واسطے اس کو وجہ ثبوت ٹھہراتے ہیں۔ مگر ایک حالت ہے۔ جو صاحب حال کے اپنے حال سے کھلتی ہے۔ اور وہ مجسم ثبوت ان معارف کا ہوتا ہے جن کی سند خود اُس کی ذات ہوتی ہے۔ اُس کی طرف حمایت الٰہی کی ایک چمک پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے سبب سے اُس کو امتیاز کلی حاصل ہوتا ہے۔

پس کسی کا صرف زبان سے کسی خبر صداقت اثر کا پڑھ دینا اُس کے اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے لئے وجہ ثبوت ٹھہر جانا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ عبد مومن کے لئے حدیث قدسی کے معانی پر اطلاع پانے کے لئے بھی یہ ہی اصول درکار ہے۔ کیونکہ کلام لطیف بھی اپنے اندر ایک ایسی لطافت کا بھرا ہوا نور رکھتا ہے۔ کہ جو خود بخود کسی صادق عبد مومن کی حالت پر سچی روشنی ڈالتا ہے۔ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے ایک حدیث قدسی میں یوں روایت فرماتے ہیں۔ **لا یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتے احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا۔ ورجلہ الذی یمشی بہا وفی لفظ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل۔** اللہ سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرا عبد یعنے میرا بندہ کیسا بندہ **عبد مومن** میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ کیسے حاصل کرتا رہتا ہے۔ نفلوں کے ادا کرنے سے اُس کو یہاں تک تقرب میں ترقی ہوتی ہے کہ میں اس عبد مومن سے پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اُس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہوں۔ تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ میں ہی اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی زائد لئے ہیں۔ کہ وہ مجھ سے سنتا ہے۔ مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے۔ اور مجھ سے سمجھتا ہے۔ اب یہ حدیث قدسی عبد مومن کا ایک حال ہے جس کے معانی کی تشریح عبد مومن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھیر دیتی ہے۔ یعنے جب کوئی مبارک انسان اپنی اغراض نفسی اور خواہشات ذاتی سے بالکل علیحدہ ہو کر ذات اللہ سبحانہ تعالےٰ کی راہوں میں قدم انداز ہوتا ہے۔ تو اُس کے سارے طریق تقرب الٰہی کی وجہ سے پردہ ہائے نفسانی پھاڑ کر ذات کامل الصفات کا شہود حاصل کرنے کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ اُس وقت اُس کی مراد ذاتی اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ وہ صرف اُسی ذات بے چون و بے چگون بے مثل چہرہ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور اُسی کو اپنے پر سوز و تپش قلب کے لئے کامل اطمینان اور عین تسلی سمجھتا ہے۔ اس تحت سوز و گدازگی حالت میں اگر اُس کی نظر اپنے باطن کی طرف جاتی ہے۔ تو اُس میں بھی اسی کو ٹٹولتا اور ڈھونڈتا ہے۔ زمین کی پہنائی پر نظر ڈالتا ہے۔ تو اُسی کی تلاش میں۔ آسمان کی بلندی پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو اسی کی جستجو میں۔ **بین الارض والسمٰوٰت** جو کائنات اُس کی آنکھوں کے سامنے گذرتی ہے۔ اُس کے متفرق اور گوناگون عجائبات میں بھی اُسی کے رنگ کا طالب ہوتا ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے۔ دن کے اُجالے میں رات کی اندھیرے میں۔ مجلس میں۔ تنہائی میں۔ اس کو اسی ایک کی دھن لگی رہتی ہے۔ پس جب روح انسانی اپنے اندر اس قدر تقاضا شدید پیدا کر لیتی ہے۔ اور روح حق کی ایسی مشتاق ہو جاتی ہے۔ تو پھر قلب انسانی اس قابل ہوتا ہے۔ کہ وہ دائم و قائم بے مثل و بے رنگ بے چون و بے چگون ذات اپنی صفات کاملہ کا نور اس میں ڈالے۔ پس یک بہ یک اس فنا راتم پر پہونچتے ہوئے عبد مومن کے مقابل جبکہ اس کی عبودیت جو اُس کا ذاتی جوہر ہے۔ اس درجہ کاملہ پر پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ باقی ذات اپنے دائمی بقا کے بے انتہا دانش کو کھولے ہوئے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے۔ اور عین بے رنگی میں اس ہمہ رنگ کی نیرنگیاں جلوہ نما ہونی شروع ہوتی ہیں۔ پس اللہ کی ذات عبد کی ذات

ہیں صفات کی گل کاری سے ایسے ایسے نقش و نگار اور بیل بوٹے کے باغ لگا دیتی ہے۔ کہ عین الیقین کے چمنوں میں پہنچ کر یہ عبد اپنے ذاتی تقاضا میں صفات الٰہیہ کا رنگ لے لیتا ہے۔ اور اُن سے رنگین ہو کر ذات کے مقابل میں تو عبد مگر صفات کے مقابل میں ظل کہلاتا ہے۔ پھر اس کے جمیع افعال و حرکات خواہ سمع سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا بصر سے۔ ہاتھوں سے متعلق ہوں یا پاؤں سے محسوسات ہوں۔ یا معقولات انہیں صفات کاملہ کی رنگینی کو دکھلاتی ہیں۔ جو ان صفات والی ذات کا عین تقاضا ہوتا ہے۔ اسی مقام پر پہنچ کر اس پر وہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جو حدیث قدسی میں بیان ہوئے ہیں اور مخبر صادق کی زیادہ صدق بیان سے بہ فرمان حق سبحانہٗ تعالےٰ تکلم پذیر پس اس مقدس جماعت کے پرکھنے کے لئے یہ ایک کسوٹی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا مقرب بندہ میرے دربار میں میری حضوری حاصل کرتا ہے۔ تو وہ میری صفات کا ظل ہو جاتا ہے۔ یعنی میری ذات کے مقابل تو وہ عبد ہی رہتا ہے۔ اپنی عبودیت کو ترک کر کے اللہ نہیں ہو جاتا۔ مگر صفات اللہ کے مقابل آکر اُن کا رنگ حاصل کر کے اُن کا ظل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے اسم ذاتی کے مقابل اس کا اسم ذاتی اس وقت عبد ہوتا ہے۔ جو اس کو مومن ہونے کی جہت سے ملا ہے۔ اسماء صفاتیہ کا وہ مورد بن کر اپنے اندر سے صفات اللہ کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اب ان اسماء صفاتیہ کے معانی عبد مومن کی سچی اور کامل عبودیت سے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صافیان بصیرت اپنی بصارت باطنی سے اسماء صفاتیہ کی روانگی کو عبد مومن کے اندر بخوبی شناخت کرتے ہیں۔ اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کے انوار اُن پر چھپتے ہیں۔ کسی کی راہبری اور ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ اپنے قلب منور کی چمک سے جو مناسبت کی رنگ میں ان کے اندر ہوتی ہے۔ نور و ظلمت میں فرق کر لیتے ہیں۔ یہ ہی ایک جماعت ہے۔ مگر بعض جہالت اور خود غرض خود غرضی نے میدان میں سرگردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیا کامل قرار دے لیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میری معرفت کامل ہو چکی ہے۔ میں دریا حقیقت کا پورا شناور ہوں۔ پس وہ نہ اپنے قلب کے نور سے بلکہ اپنے نفس کے غرور سے عبد مومن کی شناخت میں قاصر رہ کر ضد و عداوت بغض و حسد کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی جہالت اور نادانی پر نازاں ہو کر ہمہ دانی کا دعوے کر کے ہمچو من دیگرے نیست کی صدا لگاتے پھرتے ہیں۔ اور

صادق کی شناخت میں کبھی خفیہ کبھی علانیہ کبھی بات سے اور کبھی لات سے سرد مہری دکھاتے ہیں۔ حق اُن کو کڑوا لگتا ہے۔ ناحق کڑھتے ہیں۔ رنج کھاتے ہیں۔ اور بن موت مرے جاتے ہیں۔ اندرونی مرض کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ حق پرستوں میں بیٹھ کر گفتگو کرنے سے ان کو بیزاری ہوتی ہے۔ جب کسی حق پرست قوی دست کے قابو آجاتے ہیں۔ تو بیقراری پر بیقراری بڑھتی ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کو اس عذاب سے نجات دے۔ اگر کوئی نیک فطرت سعادت نشان انسان کسی بھلی بات کو کسی سعادت مند سے سُن کر قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور حق کی طرف میلان طبع دکھلاتا ہے۔ تو یہ غولان بیابانی اُس کی راہ زنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سعادت مندوں کی نسبت جن کو وہ بچپن سے سعادت مند مانتے ہوئے ہوتے ہیں۔ صفات الٰہیہ سے کسی قدر رنگ پا جانے کے سبب جو کسی عبد مومن کی صحبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خود اپنی کور باطنی کے سبب سے بدظنیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ خود سمجھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح خود اپنے اور بعض مسکین طبع انسانوں کی بدبختی کے اسباب پیدا کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سادہ دل سلیم الفطرت انسان کو خدا ان غولان بیابانی سے بچائے۔ جو خود تو گمراہ ہو کر ڈوبے تھے۔ دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبنے کے درپے ہیں۔ عبد مومن کی اُس حالت پر پہنچانے کے لئے جس میں وہ صفات اللہ کا ظل ہوتے ہیں۔ اسماء صفاتی کے تعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔ خدا کی ذات اسماء صفاتیہ ہی کے آئینہ میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنے کامل مظہر میں ہی اپنی صفات کی عکس کو ڈالتا ہے۔ اور اسی نمونہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد مومن کے کان۔ اللہ کے کان ہیں۔ اور اُس کی آنکھیں۔ اللہ کی آنکھیں۔ اور اُس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے پاؤں۔ اللہ کے پاؤں۔ اور اُس کا فہم۔ اسی ذات کا فہم ہے۔ خدا کے افعال جو اس کے صفات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُس انسان میں جس کو وہ عبد مومن کا خطاب عطا فرماتا ہے۔ مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔ خدا کی زندہ قدرت کا یہ انسان مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً اسماء حسنہ میں سے صفت رحمانیہ کی جلوہ گری اسم رحمان سے ہے۔ یہ صفت جس کا تقاضا خود ذات پاک پورا کر رہی ہے۔ وہ صفت ہے۔ کہ جس میں کسی عمل نیک یا بد کی جزا کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اس کا ظہور اس

عالم میں عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ اس صفت کا کافر کے کفر زندیق کے زندقہ۔ مرتد کے ارتداد۔ زانی کے زنا۔ چور کی چوری فاسق کے فسق اور مومن کے ایمان۔ پرہیزگار کی پرہیزگاری عابد کی عبادت۔ نیک بخت کی نیک بختی۔ اور صالح کی نیکو کاری کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جو کچھ دیا جائے۔ بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض بے تعلقی سے دیا جائے۔ کھلایا جائے۔ پلایا جائے۔ دیا جائے دلایا جائے۔ کوئی کام کسی کا سنوارا جائے۔ غرض جو کچھ کیا جائے۔ محض بے تعلقی سے کیا جائے۔ کچھ غرض درمیان نہ ہو۔ جیسا کہ رحمان کو اپنی رحمانیت اور رب العالمین ہونے میں کچھ غرض نہیں ہے۔ اُس نے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اس کے کہ کوئی اس کو مانتا ہے۔ یا نہیں۔ یا اُس کی بندگی بجا لاتا ہے۔ یا نہیں۔ کس مذہب یا کس فرقہ کا ہے۔ دشمن ہے۔ یا دوست اپنی رحمانیت کے خوان کو بچھایا ہوا ہے۔ اور قبل از پیدائش آدم و بنی آدم اپنے تقاضاء رحمانیت سے سب کچھ جو اُس کی ربوبیت کے لئے ضروری ہے۔ پورا کر رہا ہے۔ اور محض رحمانیت کے فضل سے چاند سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ سب کو کام میں لگا رہا ہے۔ پس بہ لحاظ اس صفت رحمانیت کے۔ عبد مومن میں عام ہمدردی کا ایک ایسا سوز ہوتا ہے۔ کہ جو اُس کو بغیر کسی طرح کے نفع ذاتی کے مخلوقات الٰہی کے ساتھ رحم کرنے کا ایک جوش دلاتا ہے۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ خیر خواہی بنی آدم کے ایک ایسے منصب پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایسا مقام حاصل کرتا ہے۔ کہ اس مقام کے لحاظ سے وہ اظہار ہمدردی اور خیر خواہی میں کسی قوم یا کسی فرقہ کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور صفت رحم کو ایسا عام کر دیتا ہے۔ کہ یگانے بیگانے میں اس حالت پر اسے کوئی غیر نہیں ہوتی۔ یہ ہی وہ منصب ہے۔ جس پر یہ قوم پہنچ کر طپیدہ دلی سے اصلاح خلق پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں ہر ایک دکھ اُٹھانے کے لئے بڑی رضامندی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس خدمت کے بجا لانے میں مال کو پانی کی طرح بہاتی ہے۔ جان کو ہر ایک خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔ ان کا خوان نعمت اسی صفت کے ظل کے نیچے آکر ایسا فراخ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خود اپنی بدقسمتی سے محروم رہ جائے تو رہ جائے۔ مگر یہ قوم خود اپنے خوان کرم سے کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی۔ پس عبد مومن کو اس مقام پر مخلوق خدا وہی نسبت ہوتی ہے۔ جو خدا کو اپنی مخلوق سے (باقی آئندہ)

# پاک شاعری

## قصیدہ مدحیہ در شان حضرت اقدس امام زمان از ہیچمیرز مہدی حسین عافاہ اللہ

اے خواص عیسوی نازل شدہ بر بام تو
مہدی آخر زماں خالق نہادہ نام تو

روبہ اعدا افتادہ ہر سحر در دام تو
اے کہ چوں جان جہاں نخچیر بیدل رام تو

ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین - س ع

آفریں حق سزد بر کار نیک انجام تو
کفر در ایماں خزد از پرتو اسلام تو

ماہ کامل زانفعال نو رہ بدر نام تو
مہر مہرے برد رشک صبح و شام تو

ہر دو را شرمندگی از نور نشان جبہ گو
در مہ رمضاں چو دیدند رونق ایام تو

ذوالفقار حیدری در دست تو خالق نہاد
کافر دیں سر قلم از ضربت صمصام تو

کلک تو نشتر سپوزد در گلوئے منکراں
جرگہ اعدا پراگندہ کند الہام تو

احمد مرسل ترا اندر کنار خود کشد
در صف بیدیں چو بیند حملہ ضرغام تو

مہدی گم کردہ راہاں مصلح برنا و پیر
ایہا الشیطان بیا کاسد اصنام تو

قبل تلک فقد جاء احمد من ربکم
ان تطیعوہ تہتدوا ان لم تطیعوا

انبیا را شد مثیل و اولیا را مقتدا
نام نامی شد غلام احمد فدا نام تو

## مطلع دوم

اے شکیب خاطرم بیروں شد از نام تو
تا کجا بینم فراق روئے دل آرام تو

چند نالم روز و شب در ہجر بے ہنگام تو
انتظاری تا بہ کے در آید پیغام تو

من بیکدم از آں محروم از انعام تو
ورنہ در آفاق عالم بانگ فی اقسام تو

آں خوش آں وقتیکہ رخت خود بسوئے بربستم
حبذا حینیکہ بندم بر کمر احرام تو

بارگاہ عالیت را بوسہ گاہ خود کنم
مسجد من مسجد فرخندگی فرجام تو

نقد جاں را بر کف پا بت نہم شاداں شوم
روح را قرباں کنم بر جسم گندم فام تو

لحظہ ہائے عمر را در خدمتت آرم بسر
ہمچو سایہ تا زنم گامی زنم بر گام تو

وا دریغا من ز تو دورم کہ دور از تو بماند
یا الٰہی بہرہ ور باشم ز فیض عام تو

من غریب بینوایم تو شہ عالی مقام
لطف کن لطفیکہ باشد در خور اکرام تو

من ہماں ساعت ترا دانستم ای ابر کرم
از جبینت یافتم چوں برملا اوہام تو

از من مسکیں دعا و ز آسماں آمیں شنو
بر جناب پاک تو اصحاب ذی الافہام تو

وانکہ در وقت بلا ماند بما قلب سلیم
از حیا پیشی نہاد و رو بر اقدام تو

دوستانت را ہمیشہ خرمی دا النصیب
ور چہ ذلت فتد بر دشمن خود کام تو

آنکہ تکفیرت نوازد نوع عنبات داندش
موجب برکت شناسند غیبت و دشنام تو

موج سرگرداں بحر معصیت مستغرقت
بر کنار آید چو یابد جرعہ از جام تو

## جناب حکیم نور محمد صاحب موکلوی

از دعائے مستجابت موج نور آید بہ نور
از سر ما موئے غفلت بسترد حجام تو

## محمود کی آمین

دوسرا ایڈیشن چھپکر طیار ہوگیا ہے - قیمت ۳/

# قصیدہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ و ۶)

یعنے مسیح ناصری اللہ کے پیارے نبی
بااین حیات دینوی ہیں بالائے چرخ دوم

ہو جیسے اہل ریا کرتے ہو تم جور و جفا
کیوں نہ در تمنے کر دیا خوف خدائے اکرم

ہیں حضرت عیسیٰ کہاں جو واپس آئینگے یہاں
ہے بے سر و پا یہ گماں خلاق عالم کی قسم

خالق نے فرمایا نہیں قرآں نے بتلایا نہیں
حضرت نے بتلایا نہیں پھر یہ کہیں کس طرح ہم

قرآں کیا کچھ بہر دیگر جسے منظور ہے
جینے کا کچھ تذکرہ کوئے یا فوت ہونے کی رقم

علامہ شیخ علی بتلاتے ہیں فیہم عیسیٰ
لیکن نہ مانیں مولوی تو کیا کریں اختر بہم

لوگو کرو خالق کا ڈر بھولو نہ اپنے علم پر
لکھی ہیں کیا اہل نظر دیکھو لسبی ہو کر بہم

مالک نے فرمایا ہے کیا لکھا ابن قیم نے لکھا
کیا ہے محمد نے کہا کیا کہتے ہیں یہ جرم

فرزند عم مصطفے ارشاد فرماتے ہیں کیا
دیکھے جسے ہو شک ذرا کیا ہے بخاری میں رقم

قول جناب عائشہ طبرانی میں ہے یوں لکھا
یعنی مسیح با صفا اسی برس ہوئے سوئے عدم

ان سب کا ہے یہ قول جب لا تم نہیں پھر انکار کب
کیا کرتے ہو لوگو غضب کیا ہو گئے ہو تم کیا تم

باز آؤ ان عادات سے خوش ہو سبا
ثابت ہے نبیس آیات سے فوت مسیح ذی حشم

جیسے ہے فرمان علا جیسا ہے یہ قول مصطفے
پھر اس میں عذر کیا کرو سر تسلیم خم

بابا ظلم و جور سے کیا فائدہ اس سے ہوئے
دیکھو نگاہ غور سے حال غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام

قول نبی ہے جو بشر صادق ہے سر بسر
انصاف سے دیکھو اگر یاد نہ مطلق بیش و کم

شمس و قمر کا واقعہ تھا جو کہ قول مصطفے
وہ بھی تو پورا ہوگیا پھر کس طرح مانیں نہ ہم

میدان میں وہ شیر نر تنہا کھڑا ہے بے خطر
آ جائے جو خم ٹھونک کر ہے کون ایسا تازہ دم

عیسائی ہو یا آریا یا نیچری یا دہریا
یا اور اسکے ماسوا ہیں جو ہوں یا ہندو و برہم

المختصر کل اشقیا اسکے مقابل آ چکے
بیجان سب کو کر دیا حجت نے اسکی یک قلم

وہ حامی اسلام ہے اسکا یہی اک کام ہے
مصروف صبح و شام ہے اسلام ہے وہ ذی حشم

وہ عز و جاہ قوم ہے وہ بادشاہ قوم ہے
وہ خیر خواہ قوم ہے قوم اور سب کی ہے ستم

اے قوم بہر خدا تو اپنی ضد سے باز آ
کر اپنی حالت پر ذرا تو آپ ہی لطف و کرم

آ امت شاہ عرب کا فرد یا کس کا لقب
یہ کیا کیا تو نے غضب کیا کیا تو نے ستم

وہ کہتے ہیں مسعود ہے وہ عیسیٰ موعود ہے
اسکا عدو مردود ہے نزد خدائے اکرم

ہاں ہے وہ منظور خدا ہاں ہے وہ مامور خدا
ہاں ہے وہ پر نور خدا لاریب سلطان القلم

عالم میں اسکی خوبیاں ہیں جلوہ گر خورشید سا
معروف ہے اسکی زباں مشہور ہے اسکا قلم

کیا لب ہیں کیا تقریر ہے کیا یا تاثیر ہے
کیا ہاتھ کیا تحریر ہے پر زور ہے کتنا قلم

اسکے مقابل فی ادب گم ہو گئے ہیں اہل لب
جملہ فصیحان عرب خاموش ہیں مثل عجم

وہ شہسوار نامور مائل اگر ہو جنگ پر
بھاگیں عدو ڈر کے ٹھہر سکیں نہ ہرگز ایکدم

ترساں ہیں سب دجالیاں اسکے زباں سے انکو گراں
ہے اسکی کلک دو زباں گویا کہ شمشیر دو دم

جو عزت دین و سنن کی جو دین اسنن کی
جو خدمت دین اسنے کی عاجز ہے کہنے سے قلم

یہ آسماں پر اگر بنے مشعل شمس و قمر
چکر لگائے در بدر گاہے عرب گاہے عجم

لیکن ایسے کوئی بشر اسکا نظیر آئے نظر
ہے غیر ممکن سر بسر ایمان سے کہتے ہیں ہم

پھر اسکی توصیف و ثنا کیا کر سکے کوئی بھلا
ایدل تو کر اب یہ دعا آمین کہتے جائیں ہم

اے خالق ارض و سما اے مالک ہر دوسرا
دے تو انہیں فہم و ذکا تا ماں ہیں اہل ستم

آپس کے جھگڑے وہ ہوں ملک سب
بغض و حسد ہیں فرد ہو مفقود ہو رنج و الم

دجال بد اطوار پر عیسیٰ کو دے فتح و ظفر
خدام کے دل شاد کر اے ذو الجلال و ذو الکرم

کر ختم اب یہ داستاں کیا تو ہی کیا تیرا بیاں
مختار روک اپنی زباں مختار تھام اپنا قلم

۱ ابن احمد - دیکھو سراج منیر ۱۲ - دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول ۱۲
دیکھو سراج السالکین ۱۲ - ۲ ابن اسمعیل صاحب صحیح بخاری دیکھو بخاری شریف کتاب التفسیر آیہ شریفہ یا عیسیٰ الخ وانہ فلما توفیتنی الخ
۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ - دیکھو صحیح بخاری شریف زیر آیت یا عیسیٰ انی الخ ۱۲

## ہمارے معزز ناظرین -

زر چندہ یعنے قیمت اخبار کے بھیجنے کی طرف توجہ فرماویں - کیونکہ روپیہ کا کام روپیہ سے چلتا ہے - مینیجر -

# ایک عیسائی کے چار سوال

اور

# اونکا جواب

(سوال اول) محمد مصطفےٰ صلعم کی تعلیم اگلے نبیوں کے موافق اور مطابق ہووے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا کی کلام میں اختلاف ہو۔

(جواب) توراۃ استثنا ۱۳ باب ۱-۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تمکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے۔ اور وہ بات جو اوس نے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ اور وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلاوے۔ جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ۔ ان کی بندگی کریں۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھریو۔ کیونکہ وہ آزمایش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحب غور کرو۔ کتاب استثناء سے یہہ تین امر ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱ کاذب اور جھوٹے بھی معجزات دکھلا سکتے ہیں۔ ۲ جو نبی ایسے غیر معبودوں کیطرف بلاوے۔ جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ وہ جھوٹا ہے۔ ۳ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مارڈالا جاویگا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہہ لطیفہ ہوگا۔ کہ آپ یہہ بتلائیں۔ کہ یہود کبھی ابن مریم یا اُس روح کو جو تثلیث کی تتمہ ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ لوگوں کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لئے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے شک اگرچہ اونہوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیوں کے بطور استثنا ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ مسیح نے اگر ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محدود رحم میں مجسّم ہوا اور یہود کے ہاتھ سے پیٹا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں تھا۔ جس کی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر طرہ یہ کہ مسیح بقول آپ صاحبوں کے مارڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کی پہچان تھی۔ دیکھو استثنا ۱۳ باب ۱-۵۔ نتیجہ قربان جائیے۔ اوس نبی پر اُس خاتم الانبیا پر اور اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا۔ جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت کی طرف اُن کو جھکانا چاہا۔ جس کی عبادت کی طرف اُن کے آباؤ اجداد نے جھکانا چاہا تھا۔ شک ہو۔ تو پڑھو۔ **ام کنتم شہداء** الخ۔ سورہ بقر پارہ اول رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ کیا تم حاضر تھے۔ جس وقت کہ یعقوبؑ کو پہونچی موت۔ جب کہا۔ اُسنے اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے پیچھے میرے۔ کہا ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے یعنے ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے رب کی۔ وہی ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں۔

مگر یاد رہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو اُن کے جانے ہوئے خدا کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر بقول عیسائیوں کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے پادری صاحب میری عرض یہ ہے۔ **تعالوا الےٰ کلمۃ سواء بیننا** الخ سورہ آل عمران پارہ ۳۔ رکوع ۱۵۔ ترجمہ۔ اے کتاب والو۔ آؤ۔ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں۔ مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں۔ اوس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپسمیں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے۔

اور حضرت محمدؐ کی صداقت اور معجزہ یہہ ہے۔ کہ ایک طرف توحید کی تعلیم کی۔ اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی طرف بلاتا ہے۔ جس کو بنی اسرائیل نہیں جانتے منع فرمایا۔ **ان اللہ لایغفران یشرک بہ شیئاً** الخ۔ سورہ نساء۔ پارہ ۵۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اُس کا شریک ٹھہراوے اور اس سے نیچے کے گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ دور پڑا بھولکر۔ پھر فرمایا۔ **واعبدو اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً** الخ۔ ترجمہ۔ عبادت کرو اللہ کی۔ اور اُس کے ساتھ ساجھی نہ کرو کچھہ۔

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر تمام مجالس میں قرآن شریف کی یہ آیت سُنائی۔ اور صاف بتایا۔ کہ میں مارا نہ جاؤنگا **یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک** الخ۔ سورہ مائدہ۔ پارہ ۶۔ رکوع ۱۳۔ ترجمہ۔ اے رسول پہونچا دے جو اوترا تیرے رب سے۔ اور اگر یہ نہ کیا۔ تو تونے کچھ نہ پہونچایا اوس کا پیغام۔ اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگوں سے۔

(آپکا دوسرا سوال) جو شخص دعوے پیغمبری کرے۔ چاہیئے۔ کہ ظاہری دلیل رکھتا ہو۔ یعنے پیش گوئیاں اور معجزات۔

(جواب) مرقس ۱۶ باب ۱۷ میں لکھا ہے۔ کہ جو ایمان لائیں گے۔ وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے۔ اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اوٹھائیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے۔ اور اُن کو نقصان نہ ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ رکھکر چنگا کریں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دکھاتا ہے۔ پس آپ کی انجیل کے رو سے معجزہ نبوت کے لئے لازمی دلیل ہی نہ ہوا۔ جب مسیح نے یہہ کرشمے عامہ مومنین کے لئے نشان ٹھہرائے۔ تو صرف معجزات خاصۂ نبوت نہ ٹھہرے +

پادری صاحب غور کرو۔ تم میں سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر ذرا اپنے آپکو پرکھ کر دکھلاؤ۔ اگر کہو کہ ان کرامات اور معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب اُنکی ضرورت نہیں۔ تو پھر انصاف سے کہو۔ محمدؐ صاحب کے وقت ان کی ضرورت کیوں مانتے ہو۔ تم کو کس امرنے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت سے چھپالو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی تجویز کرو۔

اب آنحضرت کی پیشین گوئیاں سُن لو۔

(۱) **قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا**۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔ ترجمہ۔ تو کہدے لے محمد اسلام آیا۔ اور شرک بھاگا۔ بے شک شرک بھاگنے والا ہے۔ یہہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

(۲) **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الےٰ فرعون رسولاً۔ فعصےٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً**۔ پارہ ۲۹ سورہ مزمل رکوع ۱۔ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہ تم پر جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اوس رسول کا کہنا نہ مانا۔ پھر ہمنے اُس کو ہلاک کرنیوالی پکڑ سے پکڑا۔

اس جگہ باری تعالےٰ اپنے پاک کلام میں ان صادق کلام میں نبی عرب کو موسےٰؑ کا مثیل و نظیر فرماکر اہل عرب سے خطاب کرتا ہے۔ کہ جیسے فرعونی موسےٰ کے عصیان کے باعث تباہ ہوگئے ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہوجاینگے

پھر فرمایا۔ (۳) **وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم** پارہ ۹۔ سورۂ انفال۔ رکوع ۴۔ ترجمہ جب تک تو اے رسول ان میں ہے۔ اللہ ان پر عذاب نہ لاویگا۔ پھر اس پیشین گوئی کا وقت صاف صاف بتلا دیا۔ اور اس کی حد باندھ دی۔ فرمایا

**قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون**۔ پارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۲۔ ترجمہ تو کہدے اے محمد تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے۔ کہ اوس سے ایک ساعت ادھر اودھر نہ کر سکوگے۔

اللہ اللہ یہہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادۃ اللہ قدیم سے اسطرح پر ہے۔ کہ جن قوموں نے ہادیان برحق کی نصائح دشمنی۔ اور اُن کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جھوٹے نبی کا نشان یہہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو اس نبی کی بات نہ مانیگا۔ سزا پائے گا۔ اب کفار عرب اس سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتیں اور دل کو جلا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ نبی صادق و مصدوق ہے۔ اور وہ نبی وہ ہے۔ جس کی نسبت موسٰے اور عیسٰے بڑے فخر سے بشارت دیتے چلے گئے۔ اب خدائی غضب اُمنڈ آیا۔ کلمۃ العدل بسر انتقام آمادہ ہوا۔ کہ اون کے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا جاوے۔ مگر باری تعالے باایں ہمہ اپنے رسول سے فرماتا ہے۔ کہ جب تک تو ان لوگوں میں موجود ہے۔ یعنے سرزمین مکہ میں۔ اون پر عذاب نہ ہوگا۔ اور حق تعالے نے ایک سال اس کی میعاد مقرر فرمائی ہے۔ کہ یقیناً اس عرصہ میں بلا تقدم و تاخر ایک ساعت کے یہہ واقعہ زوال وقوع میں آوے گا۔ قدرت حق کا کرشمہ مشاہدہ فرمائیے۔ کہ کیونکر یہہ وعدہ ایک سال بعد پورا ہوتا ہے۔ اب کفار عرب نے جن کا سرغنہ ابوجہل تھا۔ آں حضرت کے قتل کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی ۶۲۲ء میں جمعہ کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی۔ اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ دوسرے سال یعنے ۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الہی میں گرفتار ہوگئے۔ الحمد للہ۔ اس کے علاوہ اس قدر آں حضرت کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ کہ چھوٹے سے رقعہ میں یا ان کی گنجائش نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو جس قدر آپ چاہیں لکھ سکتے ہیں۔ اب لیجئے۔ حضرت مسیح کی سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھیگی۔ کال اور وبائیں پڑیں گی۔ اور بڑے بڑے زلزلے واقع ہوں گے۔ متی ۲۴ باب ۷۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے۔ اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لئے اپنی جان کھوئے۔ اوسے پاوے گا۔ متی ۱۶ باب ۲۵۔ آپ نے پطرس کو فرمایا۔ (وہی پطرس نہ جو رسول اور صاحب کتاب ہوا۔ اور جس نے بڑی دلیری اور جرات سے اوستاد کو ملعون کہہ کر تین بار انکار کیا۔) میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند کرے گا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے آسمان پر بھی کھلا ہوگا۔ متی ۱۶ باب ۱۹۔ اور شاگردوں سے فرمایا۔ کہ میرا پیالہ پیوگے۔ اور وہ بپتسما جو میں پاتا ہوں پاؤگے۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔

پہلی پیشین گوئی۔ (اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکیں) صاف قانون قدرت کی استمراری واقعات کا استنباط ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت کا چڑھنا۔ اور کال اور زلزلے اور وبال کا واقع ہونا۔ نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے۔ کہ اس کی نسبت کسی ایک کا بلا تعیین وقت اور گول مول پیشین گوئی کرنا کبھی بھی غلط نہیں جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب اور ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں متصوفانہ قیاس سے بڑھکر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کی کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر مقلد ضعیف الاعتقاد مریدی ہی خیالی ٹوٹکوں چٹکلوں سے تو دل بہلایا کرتے ہیں۔ اور کس کس کو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چابیاں نہیں دیا کرتے۔ ایسی باتوں کے لئے فطرتی خارجی شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہہ حساب دوستان در دل کا سا معاملہ ہے۔

چوتھی بات کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہود کی سخت ہیبتناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو کمال بے چین اور بے دل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔ چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔ صرف دو چار ٹوٹے ہوئے انیس و جلیس گرد و پیش بیٹھے معلوم ہوتے تھے۔ بیشک آنے والی زبردست مصیبت کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عادتاً اس قسم کے یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر مجبور بس انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔

**(آپ کا تیسرا سوال یہ ہے)** کہ اُس کے اعمال اور چال چلن سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو۔

**(جواب)** اس کے لئے ہم آپ کے بھائیوں کی تصدیق پیش کرتے ہیں۔ ذرا دل کے کان کھول کر غور سے پڑھو اور بے ایمانی اور تعصب کو دل سے دور کر کے منصفانہ مزاج بنا کر انصاف کرو۔

(۱) واشنگٹن اروِنگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف آف محمدؐ کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ اون کے اوائل زمانہ سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ اُن کو ایسے ناراست اور عجیب افترا سے جس کا اون پر الزام لگایا گیا ہے۔ کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول مال مقصود تھا۔ خدیجہؓ کے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی وحی ادعائی کے اظہار سے تو سالہا سال پیشتر اونہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول جاہ مراد تھا۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل اور امانت میں رفیع المرتبہ۔ اور قریش کے عالیشان قبیلے اور اوس کے معزز و ممتاز شعبہ میں سے تھے۔ تو کیا حصول منصب مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارات حرم خاص اونہیں کے قبیلے میں تھی۔ اور اون کو اپنی وقعت اور حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا۔ لیکن جس دین میں اونہوں نے نشو و نما کی تھی۔ اوسی کو جڑ سے نکالتے ہیں تو اونہوں نے ان سب منافعہ کی بیخ کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ و عزت کا دار و مدار تھا۔ اس کی بیخ کنی کرنے سے ضرور ہوا۔ کہ اون کے اقربا کی عداوت اور اہل شہر کے غیظ و غضب اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا ہوگیا۔ ان کی تشبیب خدمات نبوت میں کوئی شی ایسی روشن اور صریح نہ تھی۔ جو ان کے ان مصائب کی اجر جزیل ہوتی۔ اور جس کے طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف اس کے اس کی ابتدا تو اشتباہ و اختفا رہین رہی۔ برسوں تک تو اوس میں کوئی عمدہ کامیابی نہ ہوئی۔ جیسے جیسے اونہوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور دعووں کو آشکار کیا ویسے ہی اور اوسی قدر لوگوں نے اون سے ہنسی اور ٹھٹھا اور برا کہنا شروع کیا۔ اور آخر کو بری طرح سے اذیتیں دیں۔

(۲) راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف میں صفحہ ۲۲ ...

مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ دلیلوں سے ثابت ہے۔ کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے۔ کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش اون کی یہ تھی۔ کہ سب سے بڑے امر حق یعنے توحید الٰہی کا جاودانی موج پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی۔ اشتہار کرتے

(س) ڈاکٹر لمے اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۹۵ میں لکھتے ہیں۔ محمدؐ تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے۔ صائب۔ اور عالی مذاق تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر بہت کہے تو شاعر تھے۔ اور قرآن شریف کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوس کے عمدہ فضائل ہیں۔ اون کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اون کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی۔ اور اوگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے ثبوت موجود رکھتا ہوں۔ جو آپ کے طلب کرنے پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ثبوت آپ کے بھائی عیسائی صاحبوں کے ہیں۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اون کو نکال کر دیکھ لو۔

(آپ کا چوتھا سوال یہ ہے) کہ جبراً اونہوں نے اپنی تعلیم قبول کروائی۔

**۴ (جواب)** اے مخالف یہہ تیرا محض افترا اور جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ محمدیوں میں مومن اور محمدی مسلمان بننے کے واسطے یہہ امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل سے کمال خلوص سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمدؐ صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا پورا یقین ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جبر اور زور سے دلی اعتقاد یہہ انہیں ہوتا۔ پس جبر سے محمدی مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن کی آیات ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جبر و اکراہ سے محمدی مسلمان بنانا جائز نہیں

(۱) **لا اکراہ فی الدین** الخ سورۂ بقر پارہ ۳۔ رکوع ۴ ۲۔ ترجمہ۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہوگیا۔ اے پادری صاحب کیسے صاف طور سے قرآن شریف نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

(۲) **افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین** ۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ یونس ۔ ترجمہ۔ کیا اے محمدؐ تو لوگوں کو مومن بننے کے واسطے مجبور کرتا ہے۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے۔ کہ اپنے سوا دنیا میں ہر ایک مذہب کو تلوار سے استیصال کرتا ہے۔ اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی آیات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوس کے جانشینوں خلفائے راشدین کے اس چال چلن سے صاف آشکارا ہے۔ کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمدؐ مصطفےٰ کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو یہود تھے۔ اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہودان خیبر کے لئے صلح کے بعد یہودیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا بحرین والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو۔ کیا بیت المقدس کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

اے نئے پادری ذرا آنکھیں کھول اور کتب سابقہ تواریخ وغیرہ کو دیکھ۔ تا تجھکو یہہ حال بخوبی معلوم ہو جائے کہ اصل بات کیا ہے۔ صرف اون دو چار زبانی اعتراضوں پر تو بڑا پادری بن بیٹھا ہے۔ جو تجھے تیرے کسی عیسائی بنانے والے نے بتلا دیئے ہیں۔ ذرا انصاف کو کام میں لاؤ۔ اور آنکھوں کے ناخن اوتروا کر کتابیں دیکھو۔

سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتلاتا ہے۔ کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور مکہ میں بھی آں حضرت کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی سلطان صلاح الدین اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ کہ کسی شخص کو اونہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اون کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز و سرافراز پاتے ہیں۔

پس کیسا بڑا ثبوت ہے۔ کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ کیا آپ کو اپنے اوس مسیح پر گھمنڈ ہے جو متی باب ۷۔ آیت ۲۱ میں کہتا ہے۔ کہ جو مجھے خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ یا جس کی تعلیم یہہ ہے۔ کہ جو کوئی تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ بائیں بھی اوس کے آگے رکھ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے۔ تو دو کوس چلا جا۔ متی ۵ باب۔ آیت ۳۹۔ پادری صاحب چاہئے۔ کہ میں آپ کو اپنا اسباب اوٹھوا کر سیالکوٹ تک بیگار پر لے جاتا ہوں۔ آپ میرا اسباب وزیر آباد تک چھوڑ آویں۔ اگر اپنے مسیح کے سچے تابعدار ہو۔ یا وہ مسیح جس سے فقیہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے حرام کار اور بد لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوائے اون کو کوئی نشان دکھلایا نہ جاویگا۔ متی باب ۱۲ آیت ۳۹۔

پھر وہ مسیح جس سے ایک عورت سوال کرتی ہے۔ کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے۔ یروشلم ہے۔ تو اوسکا جواب چونکہ مسیح سے کچھ صاف بن نہیں آیا۔ تو کہہ دیا۔ کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ وہ گھڑی آنے والی ہے۔ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے۔ یوحنا باب ۴۔ آیت ۲۱۔

کیا ایک صاف دل انسان یہہ کلام خدا کا کلام مان سکتا ہے۔ اور اوس عاجز انسان کو خدا مان سکتا ہے۔ جو اتنا فیصلہ بھی نہیں کر سکا۔ کہ ہمارا اصلی کعبہ کونسا ہے۔

حال میں ایک یوروپین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے۔ کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے۔ صرف اسی قدر ضرورت ہے۔ کہ وہ انجیل کو پڑھے۔ پھر صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کو اس طرح پڑھو۔ کہ جیسے تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اوس کی نسبت ایسے خیالات کرو۔ جیسے کہ تم کسی اور کتاب کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو۔ اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو۔ اور دماغ اوہام سے خالی کر دو تب انجیل مقدس کو پڑھو تو تمکو تعجب ہوگا۔ کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی کیوں کر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔

سو پادری صاحب آپ بھی براہ مہربانی اپنے بھائی کے کہنے پر چند منٹ کے واسطے عمل کر کے دیکھ لیں تو آپ کو بھی بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ضرور اس پر عمل کرو۔ پھر مذہب عیسائی جس کے خاص بڑے زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام اونہوں نے یسوع مسیح رکھا ہے

بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۳ برس کی عمر پا کر اس دارفنا سے گذر گیا۔

جب ہم سوچتے ہیں۔ کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا۔ اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب آلہی میں قبول نہ ہو سکی۔ اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے مار کھاتا ہوا مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ پادری صاحب ذرا اوس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر ہتکڑی ہاتھ میں زنجیر پاؤں پر چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودیس کی طرف بھیجا گیا۔ اور جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر ملال میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔ اوس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور اونہوں نے ایک دم میں اوس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یہی خدائی کی شان ہے۔

یسوع سے یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا۔ کہ اگر تو اب اپنے آپ کو بچائے۔ تو ہم تیرے پر ایمان لاوینگے۔ تو وہ اون کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کوئی بڑا کام تھا۔ صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنالیں۔ کہ وہ قبر سے زندہ ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اونہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ یہودیوں نے تو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلا دے۔ پر جبکہ اونکے روبرو زندہ نہ ہو سکا۔ اور نہ قبر سے زندہ ہو کر اون سے ملاقات کی۔ تو یہودیوں کے بلکہ ہر ایک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا۔ اور جبکہ ثبوت نہ ہو۔ تب تک اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ قبر میں لاش گم ہو گئی۔ تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عند العقل یہی ثابت ہو گا۔ کہ کوئی چورا کر لے گیا ہو گا۔ دنیا میں اس قسم کے آدمی بہتیرے گذرے ہیں۔ مثلاً ایک بابا نانک صاحب کو دیکھ لو۔ کہ ۱۷ لاکھ سکھ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ در حقیقت وہ مرنے کے بعد معہ اپنے جسم کے بہشت میں چلے گئے۔ اور نہ صرف اعتقاد بلکہ اون کی معتبر کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحب قبول کر سکتے ہو۔ کہ حقیقت میں بابا صاحب معہ اپنے جسم بہشت میں چلے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائیوں کو دوسروں کے لئے تو فلسفہ یاد آ جاتا ہے۔ اور اپنے گھر کی نامعقول باتوں سے فلسفہ کو چھونے بھی نہیں دیتے۔ اے صاحبان ذرا غور کرو۔ اور عقل سے کام لو۔ ایسے قدیر خدا پر بھروسہ کرنا جو اپنا آپ بھی بچا نہیں سکتا۔ تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہونچائیگا۔ آؤ آؤ۔ جلدی آؤ۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جو حق اور راستی سے بھرا ہوا ہے۔

میں اس کو اور بھی زیادہ لکھتا۔ مگر عقلمند اور سمجھ والے کے واسطے کافی ہے۔ اور بے عقل کے آگے دفتروں کے دفتر بے فائدہ ہیں۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ** اے۔ مکرر یہ کہ جناب حضرت اقدس مرزا **غلام احمد صاحب** نے نیز **مولوی نور الدین** صاحب نے آپ کے سامنے بڑے بڑے مفصل ثبوت رکھ دیئے ہیں۔ اور زیادہ ضرورت ہو۔ تو اون کی کتابیں منگوا کر مطالعہ کرو۔ اور ضرور مطالعہ کرو۔ تاکہ تمہیں شائد اللہ تعالےٰ راہ راست پر لا دے۔ آمین ثم آمین۔

فقط۔

---

**اخبار محمڈن** لکھتا ہے۔ کہ ۱۸۸۷ء سے انگلستان میں اسلام نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ بہت کچھ ترقی ہو گی۔ سال بسال نو مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جنوری کو دو عیسائی ایک دن مسلمان ہو گئے۔

**پیرس** میں فربہ آدمیوں کا ایک کلب کھولا گیا ہے۔ جس کے ممبروں کا وزن بڑھانے کے واسطے یہ قواعد جاری کئے گئے ہیں۔ کہ تمام مجلسیں ڈٹ کر کھائیں۔ سوئیں اور شراب پئیں۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ خوش رہو اور فربہ ہو۔

**افسوس** ہے۔ کہ یادگار خاندان تیموری پرنس فرخ جاہ صاحب رئیس اعظم دہلی سخت علیل ہیں۔

**ایک عالم** نے حساب لگایا ہے۔ کہ سطح زمین اگر بالکل ہموار ہوتی۔ تو سمندر کا پانی ہر جگہ پر ۹۰۰۰ فیٹ بلند ہوتا۔

**پایہ تخت** اٹلی میں ایک شخص نے ۴۳ روز کا فاقہ کیا۔ اس نے اس نمائش سے بہت روپیہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تمام عمر میں اس نے ۲۵۰۰ دن تقریباً ۷ سال فاقے کئے۔

**گورنمنٹ** بمبئی نے احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ موجودہ طاعون کمیٹی ۲۱۔ اپریل سے توڑ دی جاوے گی۔ کمیٹی مذکور جدید انتظام کے متعلق میونسپل کمشنر سے مشورہ کرنے کے بعد تجاویز پیش کرے گی۔ قیاس کرتے ہیں۔ کہ موجودہ کمیٹی کے کل اختیارات میونسپل کمشنروں کو ملیں گے۔ اور کل انتظام میونسپل کمیٹی کی طرف سے ہو گا۔

**۱۸۹۱ء** میں سرکاری انتظام سے مکھن اور دودھ کی فروخت کا ایک کارخانہ الہ آباد میں جاری ہوا تھا۔ ۳ ہزار سرکار نے لگایا تھا۔ اس وقت کارخانہ کی بدولت سرکار کے پاس ۴۰ ہزار کی جائداد ہو گئی ہے جسکے ۱۰ ہزار کا سالانہ منافع ہے۔ پرسال اس کارخانہ سے سرکار نے ۵ لاکھ ۸۱ ہزار پونڈ دودھ اور ۲۶ ہزار ۸ سو پونڈ مکھن فروخت کیا۔

**کلکتہ گزٹ** میں طاعون کو بنگالہ میں آنے سے روکنے کے لئے یہ قاعدہ شائع ہوا ہے۔ کہ صوبہ بنگالہ کے ریلوے اسٹیشنوں پر اوترنے والے یا بنگالہ ہو کر گذرنے والے مسافروں کو اپنا صحیح نام اور پتہ بتا دینا چاہئے۔ بہ شرطیکہ افسر پولیس جو اس تحقیقات اور امتحان کے لئے اسٹیشنوں پر تعینات رہے گا۔ دریافت کرے۔ اور افسر پولیس جو برابر ریل پہ سفر کرتا رہے گا۔ کسی مسافر سے ٹکٹ لینے کو دیدینا چاہئے۔ جو منزل مقصود پر پہونچ جانے پر پھر مسافر کو واپس کر دیا جاویگا۔

**التقویم العام** یعنے پانچہزار برس کی جنتری قاہرہ کے مشہور عربی رسالہ الہلال کے دفتر سے بزبان عربی شائع ہوئی ہے۔ اسمیں مسیحی ہجری اور قبطی مہینوں کی جنتری ہر ایک سن کی ابتداء سے لے کر پانچہزار برس کیلئے درج کر دی گئی ہے اور ترتیب ایسی سہل رکھی گئی ہے کہ بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں انگریزی تاریخ کو کونسا دن اور کونسی ہجری یا قبطی تاریخ ہوگی یہ کتاب دفاتر کیلئے بالخصوص نہایت مفید ہے ایک حکومت مصر نے کل سرکاری دفتروں کیلئے ایک ایک جلد کی خریداری کا حکم دیا ہے کتاب کا حجم ۲۲۳ صفحہ ہے۔

# قرآن کریم پر لطیف نوٹ

ہم حسب وعدہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے معلومات کے متعلق یادداشتوں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اللہ تعالے جب تک چاہیگا۔ جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**اللہ**۔ ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے پاک پرستش کے مستحق معبود کا نام ہے۔

**رحمٰن**۔ کی تعریف سورۂ فرقان کے اخیر میں سجدہ کی جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ **رحمٰن**۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا۔

**رحیم**۔ سے مراد اللہ کریم کی وہ صفت مقدسہ مراد ہے جو نیکی کے بدلے نیکی پہونچانے والی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ **بالمومنین رؤف رحیم**۔ س ۱۱۔ پ

**الف**۔ ہمزہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ عربی کی محاورہ میں **الف** سے مراد ہے۔ کہ ہر ایک سوال جو انسان زبان حال سے کہتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اے خدا مجھے اپنی رضامندی کی راہ سکھلا۔

**لام**۔ سے تعریف ظاہر ہوتی ہے۔

**م**۔ بولنے کے وقت نیچے اور اوپر کے ہونٹ کو ملاتا ہے۔ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں ختم ہوتا۔ اور اس میں الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ جو بات انسان کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کی تعریف الفاظ میں اس نے شریف اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے۔

(۲) **الم**۔ کی ترکیب میں ایک شارٹ ہینڈ کا قسم بھی دکھایا ہے۔ جو عرب کا خاصہ ہے۔ اس کے معنے انا اللہ اعلم (میں اللہ بہت جاننے والا ہوں) بھی ہیں۔ علل چار ہوتے ہیں۔ علت صوری۔ علت مادی۔ علت غائی۔ علت فاعلی۔ علت غائی **ھدی للمتقین** میں بیان فرمائی۔ اور علت صوری **لاریب فیہ** میں۔ اور علت مادی **ذلک الکتاب** ہیں۔ رہی علت فاعلی اس کا بیان **الم** میں فرمایا۔

**الم** کے لفظ سے حساب جمل کے طریق پر **رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** کی اوس بشارت کا پتہ بھی لگتا ہے۔ جو کتیس نبیوں کے چالیس صحیفوں میں مرتسم ہے۔

**کتاب**۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت آیت نازل ہوتی تھی۔ اوسی وقت لکھی جاتی تھی۔ یعنے لکھی ہوئی۔

**ھدیً للمتقین**۔ کا لب لباب یہ ہے۔ کہ جو شخص رضاء الٰہی کا طالب اور اوس کی خلقت پر رحم کرنے والا ہو۔ اُس کو قرآن شریف ہدایت کرتا ہے۔

**متقین** کے معنے **الذین یومنون** وغیرہ میں بیان ہوئے۔ اور یہ کہ ہدایت اوس کو ہوگی۔ جو سیدھے راستہ پر چلے گا جو اس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ یعنے جس راستہ سے کوئی آدمی ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کو ہم کہیں گے کہ جس راستہ سے وہ ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کے لئے ہمارے یہاں پہونچنے کا راستہ ہے اور جو شخص اُس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ اوس کے لئے فائز المرام ہونے کا ہم کیوں کر دعوے کر سکتے ہیں۔

(۲) جس شخص کے دل میں محبت آگئی ہے۔ کہ خدا اور اوس کا رسول برحق ہیں۔ اور اوس کی کتاب سچی کتاب ہے۔ تو وہ دل میں کہتا ہے۔ کہ میں اوس خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اوس کی خلقت سے ہمدردی اور محبت بس **تعظیم لامر اللہ وشفقت علی خلق اللہ** اتقار کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اور متقی کی یہی شان ہے۔

(۳) **متقین** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ وہ شخص ہیں جنکو ہدایت کی ضرورت ہے۔

{ یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ ہدایت تو اون لوگوں کی چاہیئے جو فاسق اور بدکار ہیں۔ نہ کہ متقیوں کی اور اس لئے انجیل کا یہ قول کہ حکیم بیمار کو مطلوب ہے نہ تندرست کو بہت فضیلت رکھتا ہے؟ مگر یہ سوال ہدایت کی فلاسفی پر غور نہ کرنے اور صحیفہ فطرت پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ دیکھو آفتاب کا فیضان وسیع اور عام ہے۔ لیکن وہ ناقدر شناس احمق آفتاب کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جو گھر کی کھڑکی اس نیت سے بند کرے۔ کہ روشنی اندر نہ آنے پاوے آفتاب کی روشنی مخصوص نہیں ہے۔ لیکن اوس کے حصول کے ذریعہ کو بہم پہونچانا لازمی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کریم کی ہدایت مخصوص امر نہیں۔ لیکن صدق نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھانے والے متقی فائز المرام ہو کر اتقاسے فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور ناعاقبت اندیش مستعجل وہم اور شک میں پڑ کر بھٹکتا پھرتا ہے۔ مسیح کا قول کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کو ہے۔ بظاہر کتنا ہی چکنا چپڑا اور دل خوش کن نظر آوے۔ مگر مسیحی خود ہی سوچ کر بتلاویں۔ کہ کیا وہ **طبیب** احمق نہ کہا جاوے گا۔ جو یہ کہے۔ کہ دوائیں کھاتا ہوں۔ اور آرام مریض کو ہوگا؟ کیا کوئی عقل سلیم اور فکر مستقیم اس امر کو مان سکتا ہے۔ کہ مریض کی مرض کا علاج نہ کیا جاوے۔ اور طبیب کی نسخہ دانی سے ہی مرض کافور ہو جاوے۔ ممکن نہیں۔ پس **انجیلی یسوع** کا یہ قول ایک دل خوش کن وعدہ ہو تو ہو۔ مگر اوس کی عملی صورت نہیں۔ پس قرآن کریم کی یہ بات کیسی فلسفیانہ بنا پر قائم ہے۔ کہ وہ **متقیوں** کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ یعنے جو لوگ صدق اور سوز سے الٰہی راہوں پر قدم مارنے کے لئے نکلتے ہیں پھر اون کی اوس راہ پیمائی کا نتیجہ اوس پر مترتب ہو جاتا ہے اور وہ **فلاح** پا جاتے ہیں۔ اور یہی علت غائی نزول قرآن کی ہے۔ (فتدبر۔ ایڈیٹر)

# جلسۂ طاعون

کسی دوسرے مقام پر ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو پڑھیں گے جو بنی نوع انسان کی روحانی ہمدرد اور ناصح مشفق نے محض خلق اللہ کی بھلائی اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ایک ضروری کام میں امداد دینے کی خاطر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ایسے موقع پر کہ لاہور میں ایک عام جلسہ انتظام طاعون کے متعلق ہوا۔ بہت ضروری تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہو جسمیں گورنمنٹ کے انتظام اور تدابیر انسداد کی خوبی عام طور پر ظاہر کی جاوے۔ چونکہ اس روحانی پیشوا کا تعلق ایک جماعت کثیر سے ہے۔ جو ایک بارسوخ اور معزز اور گورنمنٹ کے معتمد عہدہ داروں کی جماعت ہے۔ اس لئے بوثوق امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا اثر بہت ہی مفید پڑے گا۔ جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو بہت ہی فائدہ پہونچے گا۔ یہ جلسہ **عید الضحیٰ** کی تقریب پر ہوگا۔ ایسے جلسوں کی ہر شہر اور قریہ میں ضرورت ہے۔ اور ایسے شریف دل انسان ان ایام بلاؤ وبا میں بہ کثرت مطلوب ہیں۔ جو ایسے دل سوز ناصح مشفق کی باتوں پر کان دھریں +